وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ کا داعی
یا اللہ مدد
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
جلد 32 شمارہ 4 شعبان ۱۴۴۰ھ، اپریل 2019ء
جاری کردہ
قاضی مظہر حسین
تحریک خدام اہل سنت پاکستان
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

خدایا اہلِ سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے　　خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآں کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں　　رسول اللہ کی سُنّت کا ہر سو نُور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو　　ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں　　وہ ازواجؓ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حُسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تُو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا　　اُنہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں　　کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل　　عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہوا[1] آئینی تحفظ ملک میں ختمِ نبوت کو　　مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تُو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسُولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

تیری توفیق سے ہم اہلِ سُنّت کے رہیں خادم　　ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں
تیری نصرت ہو دُنیا میں قیامت میں تیری ظِلّ

[1] الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔
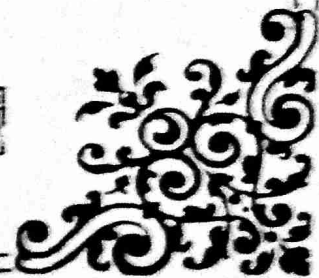
2
اصلی کلمہ اسلام
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یا اللہ مدد
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
ابوبکر صدیق
عمر فاروق
عثمان غنی
علی المرتضی
جلد 32 شمارہ 4 - شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ، اپریل 2019ء
جاری کردہ
قائد اہل سنت وکیل صحابہ مظہر شریعت وطریقت
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب
بانی تحریک خدام اہل سنت پاکستان
زیر نگرانی
جانشین قائد اہل سنت
حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر
امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
بدل اشتراک
اندرون ملک: فی پرچہ 35 روپے سالانہ چندہ 350 روپے
بیرون ملک: مشرق وسطی 85 ریال ، امریکہ و یورپ ، برطانیہ 20 پونڈ
مدیر مسئول
حافظ محمد مسعود صاحب
نائب مدیر
ماسٹر منظور حسین صاحب
قاضی ظاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036
رابطہ
دفتر ماہنامہ حق چار یار متصل جامع مسجد میاں برکت علی
مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور
0322-4135093
0302-4166462
042-37427872
پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔
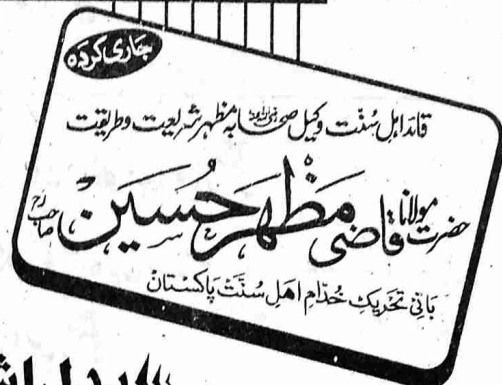
فہرست مضامین

پلوام حملہ کے تناظر میں مسئلہ کشمیر

حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر مدظلہ ☆

تقسیم برصغیر کے وقت مسلم لیگی قیادت نے یہ اُصول تسلیم کر لیا تھا کہ ریاستوں کے الحاق کا فیصلہ ریاست کا سربراہ کرے گا۔ اس اصول کی بنا پر جونا گڑھ وغیرہ کی ریاستوں نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن بھارت نے ان ریاستوں پر زبردستی قبضہ کر لیا اور پاکستان تماشا دیکھتا رہ گیا۔ کشمیر کے الحاق کا فیصلہ بھی اس کے راجہ نے کرنا تھا لیکن پاکستان کی طرف سے اس کے ساتھ کسی نے رابطہ ہی نہ کیا۔ اس کے برعکس کانگریس کی قیادت نے نواب بہاول پور سے رابطہ کیا اور بھارت میں شامل ہونے کی پیشکش کی۔ جناب اقبال حسین لکھویرا لکھتے ہیں کہ:

> ''پنڈت جواہر لعل نہرو نے نواب بہاولپور پر دباؤ ڈالا کہ وہ بہاولپور کو بھارت میں شامل کریں اور اس سلسلے میں انہوں نے نواب بہاولپور کو بڑی بھاری پیشکش بھی کی اور بلینک چیک تک پیش کیا۔ مگر نواب صاحب نے اس کو تج کر [نظر انداز کر کے] نہرو کو صاف صاف بتا دیا کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور وہ ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے کا پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں [روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۳۱ جنوری ۲۰۰۴ء]

ہماری قیادت ''مسلم لیگ'' کی طرف سے نہ تو کشمیر کے راجہ سے رابطہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی پیشکش کی گئی لیکن بھارت نے فوراً اپنا آدمی بھیج کر راجہ ہری سنگھ جو اس وقت کشمیر کا حکمران تھا الحاق کی دستاویز پر دستخط حاصل کر لیے اور اپنی فوج کشمیر میں اُتار دی۔ یہ الگ بات ہے کہ اہل کشمیر میں سے ہی کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ راجہ نے کشمیر کی اکثریتی مسلمان قوم کی مرضی کے خلاف بھارت کے ساتھ الحق کا فیصلہ کیا۔ مسلمانوں نے اس پر زبردست احتجاج کیا اور علماء کرام نے جہاد کا فتویٰ دیا اور انہوں نے کچھ علاقہ بھارت کے قبضہ میں نہ جانے دیا جو اب آزاد کشمیر کہلاتا ہے۔ مجاہدین سری نگر کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے کہ بھارت کی درخواست پر اقوام متحدہ نے مداخلت کی اور یہ

☆ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت، پاکستان 0453-543444

کہہ کر جنگ بندی کرا دی کہ مذاکرات کے ذریعہ عوام کا یہ حق تسلیم ہے کہ انہیں آزادانہ استصوابِ رائے کے ذریعہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے۔ اوّل ہی روز سے کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان بنیادی تنازعہ بنا ہوا ہے۔

"کشمیر کو بھارتی استبداد سے نکالنے کے لیے جو تحریک آزادی جاری ہے اس کے لیے جان دینے میں نہ کشمیریوں نے کوئی کمزوری دکھائی ہے اور نہ ہی پاکستانیوں نے۔ کتنے ہی قبرستان شہیدوں کے جسد ہائے خاکی سے آباد ہو چکے ہیں...... کشمیروں پر ایک کوہِ غم اور بھی ٹوٹا کہ اپنے جگر گوشوں کو قربان کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹیوں کی بے حرمتی کا صدمہ بھی سہنا پڑا۔ بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں بے حرمت ہونے والی نوجوان لڑکیوں کی تعداد بلاشبہ ہزاروں میں ہے" [نوائے وقت ۲۰۰۴]

بھارت کشمیر پر فوجی طاقت کے زور سے قابض ہے اور کشمیری عوام کو حق خود ارادیت دینے سے پہلوتہی کر رہا ہے اور مقبوضہ کشمیر میں کشمیری عوام کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے ۸ لاکھ بھارتی فوج اور خصوصی نیم فوجی دستے مسلسل مصروف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آزادی کی تحریک روز بروز زور پکڑتی جا رہی ہے اور کشمیری عوام اپنی آزادی، خودمختاری کے لیے مسلسل قربانیاں دے رہے ہیں اور ہماری سفارتی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں، اسی وجہ سے اقوامِ متحدہ اور عالمی طاقتیں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہیں۔

پلوامہ حملہ

مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی پرتشدد ریاستی کاروائیوں پر ردِّ عمل کے طور پر حریت پسند دِن بدن بڑھتے اور طاقتور ہوتے جا رہے ہیں اور یہ کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اب خود کشمیریوں کو ہی کرنا ہے۔ ان حقائق سے بھارتی حکام اور رہنماؤں کا مستقل اِنحراف بلاشبہ پلوامہ کے واقعہ کا بنیادی اور منطقی سبب ہے۔ چنانچہ ۱۴ فروری بروز جمعرات مقبوضہ کشمیر کے ضلع پلوامہ کے علاقہ اونتی پورہ میں ایک کار بم دھماکے کے نتیجے میں بھارتی سیکورٹی فورسز کے ۴۴ جوان ہلاک اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ یاد رہے کہ سیکورٹی فورسز کی ۷۰ سے زائد گاڑیوں پر مشتمل قافلے جس میں ڈھائی ہزار اہلکار تھے کی ایک بس سے ایک خودکش بمبار عادل احمد المعروف وقاص کمانڈو جو مقامی کشمیری نوجوان ہے تقریباً

۳۵۰ کلوگرام بارود سے بھری کار کو ٹکرا دیا جو اسی علاقے سے تعلق رکھتا تھا لیکن بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اور بعض نے حسبِ عادت وقوعہ کا الزام پاکستان پر دھرتے ہوئے سخت جوابی کارروائی کی دھمکی دی تو پاک فوج بھارت کی کسی مہم سے نمٹنے کے لیے پوری طرح تیار تھی۔

بھارتی فضائی جارحیت

پیر اور منگل ''۲۶ فروری'' کی درمیانی رات بھارتی میڈیا نے بھارتی فضائیہ کے حوالے سے دعویٰ کیا کہ میراج جنگی طیاروں نے منگل کی صبح ساڑھے تین بجے بھارتی فضائیہ کے ۱۲ میراج ۲۰۰۰ طیاروں نے ایل او سی کے پار ایک بڑے مسعود اظہر کی تنظیم جیش محمد کے تربیتی ہیڈکوارٹرز کو بالاکوٹ میں نشانہ بنایا اس میں ۳۵۰ کمانڈر یوسف اظہر سمیت مارے گئے ہیں اور اس حملے میں ایک ہزار کلو وزنی بم استعمال ہوئے یہ کارروائی مزید خودکش حملوں سے بچنے کے لیے ضروری تھی۔ ڈی جی آئی ایس پی آر میجر جنرل آصف غفور نے ہنگامی پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ اب ہمارا جواب حیران کن اور غیر متوقع ہوگا۔ بھارت نے ۳۵۰ ہلاکتوں کا دعویٰ کیا مگر ہمہ وقت مستعد اور چوکس پاک فضائیہ کے شاہینوں کی بروقت کارروائی پر بدحواسی میں بالاکوٹ کے قریب ہتھیاروں اور ایمونیشن پر مشتمل پے لوڈ پھینک کر فرار ہوگئے اور علاقے کے لوگوں اور عینی شاہدین کے مطابق ''پے لوڈ'' گرانے سے موقع پر چند درخت ٹوٹے۔ دو گھر متاثر ہوئے اور ایک شخص زخمی ہوا۔

بھارت کی فضائیہ نے ۲۷ فروری بروز بدھ کی صبح جب پھر دو مختلف سیکٹرز سے کنٹرول لائن کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی تو پاک فضائیہ نے باقاعدہ وارننگ دے کر دونوں طیاروں کو مار گرایا ان میں سے ایک کا ملبہ مقبوضہ کشمیر میں گرا اور دوسرے طیارے کا ملبہ آزاد کشمیر کی حدود میں اور پائلٹ ابھے نندن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پاکستانی شاہینوں کے اس جرأت مندانہ کارنامے پر پوری قوم انہیں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے۔

نیوزی لینڈ میں دہشت گردی کا سانحہ

۱۵ مارچ ۲۰۱۹ء نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی دو مساجد میں نماز جمعہ کے موقع پر انتہا

پسند مسیحی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے سفید فام حملہ آور برینڈن کے ہاتھوں حالت سجدہ میں پچاس پرامن مسلمان نمازیوں کو منظم دہشت گردی کا نشانہ بنانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اور سنگ دِلی کی انتہا یہ تھی کہ اس قتل عام کی وڈیو سوشل میڈیا پر براہِ راست نشر بھی کی جاتی رہی۔ نیز حملہ آور کے ہتھیاروں پر مسلمانوں کے خلاف جو نفرت انگیز الفاظ لکھے پائے گئے ہیں وہ اس قسم کے افراد کی مجرمانہ ذہنیت کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ نیوزی لینڈ کا واقعہ پوری عالمی برادری کے لیے اس حوالے سے خطرے کا الارم ہے۔ اگر منافرت اور تشدد کے رجحانات کی روک تھام کے لیے عالمی سطح پر منصفانہ، سنجیدہ اقدامات نہ کیے گئے تو پھر کوئی بھی ملک دہشت گردی سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ نیوزی لینڈ کی وزیر اعظم نے حملے کو بجا طور پر دہشت گردی اور ملک کی تاریخ میں سیاہ ترین باب قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ نیوزی لینڈ کی تاریخ میں ایسی انتہا پسندی کی مثال نہیں ملتی۔ مرنے والے کہیں سے بھی آئے ہوں وہ ہمارے ہیں...... مارنے والے ہمارے نہیں۔ نہ ہی ان کے لیے یہاں کوئی جگہ ہے...... نیوزی لینڈ پولیس کے سربراہ کے مطابق واردات کے بعد چار افراد کو حراست میں لیا گیا۔ جن میں سے برینٹن ٹارنٹ کو ہفتے کی صبح عدالت میں پیش کیا گیا اور اس پر فردِ جرم بھی عائد کر دی گئی ہے...... لہٰذا اس معاملے کے تمام مجرموں کے کیفر کردار تک پہنچنے اور آئندہ ایسے کسی بھی واقعے کی روک تھام کیے جانے کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

مولانا مفتی تقی عثمان مدظلہٗ پر قاتلانہ حملہ

۲۲ مارچ ۲۰۱۹ء دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم عالمِ اسلام کی معروف علمی شخصیت حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ، خطبۂ جمعہ کے لیے اپنی مسجد بیت المکرّم تشریف لے جارہے تھے کہ ٹارگٹ کلرز کا نشانہ بن گئے۔ حملہ آوروں نے اپنے تئیں کوئی کسر نہ چھوڑی تاہم مارنے والے سے بچانے والے کی قدرت کام آئی اور حضرت مولانا محفوظ رہے۔ البتہ آپ کے گن مین شہید اور ڈرائیور شدید زخمی ہوئے۔ ہمارے لیے یہ خبر شدید صدمہ اور تشویش کا باعث ہے۔ ایسے میں ہم اربابِ اقتدار سے اپیل کرتے ہیں کہ اس حملہ کے جملہ کرداروں کو بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

فیوضاتِ مظہرؒ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ ☆

خطاب جمعہ: ۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۲/اپریل ۱۹۷۹ء	ضبط وترتیب: ماسٹر منظور حسین

اعوذ باللہ من الشطٰن الرجیمo بسم اللہ الرحمن الرحیمo

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ o كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی o اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی o اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی o اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی o

ترجمہ: ’’پڑھیں آپؐ اپنے ربّ کے نام سے، وہ ربّ کہ جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ربّ بڑا کریم ہے۔ بہت کرم کرنے والا ہے، وہ ربّ کہ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو وہ علم دیا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ ہرگز نہیں بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے، اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ، غنی سمجھتا ہے، بے شک تیرے ربّ کی طرف ہے سب کا واپس لوٹنا۔‘‘ (پارہ ۳۰، العلق: ۱تا۹)

o...... برادرانِ اہل سنت والجماعت! یہ اللہ کا قرآن، کتابِ ہدایت ہے، اس کا سمجھنا سمجھانا بہت بڑی نیکی ہے، کیونکہ اس کا تعلق ہماری زندگی سے ہے۔ ایک تو اس پر ایمان لانا ہے، کہ اس کے بغیر آدمی مومن مسلم ہو نہیں سکتا۔ یہ سب سے ابتدائی بات ہے، کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کا اس قرآن پر پورا، کامل، ایمان ہے۔ دوسرا اس کو سمجھنا ہے، سمجھنا اس طرح کہ اس میں جو کچھ ہے وہ ہمارے لیے ہدایت اور راہنمائی ہے کہ ہم اللہ کے قرآن کی روشنی میں اپنی یہ فانی زندگی گذاریں۔

o...... ہیں تو یہ ابتدائی پانچ آیتیں، تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کتنی بڑی ہدایت رکھی ہوگی؟ ہدایت تو سارے قرآن میں ہے لیکن سب سے پہلے جو وحی نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق،

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

انسان کو اسی بات کی تعلیم دیتے ہیں کہ جو وقت کے لحاظ سے بہت ضروری ہوتی ہے۔ خطاب تو ہے نبی کریم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو، کیونکہ حضورؐ پر ہی وحی نازل ہورہی ہے لیکن اس کے بعد، پھر ساری امت کے لیے ہے۔

○...... ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ'' پڑھیں آپ اپنے ربّ کے نام سے۔ اس سے پہلے شرک کی جتنی صورتیں تھیں اس اللہ کے حکم نے ان سب کو ختم کر دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے یا جو اللہ کی صفت ہے وہ کسی مخلوق کے لیے تقسیم کی جائے تو بس یہ شرک ہوگیا۔ مخلوق کی صفتیں مخلوق میں ماننا ہیں فرشتوں کی جو صفات ہیں ان کو فرشتہ کی حیثیت سے ہم نے ماننا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام میں، جن کو اللہ تعالیٰ نبوت و رسالت سے مشرف فرماتے ہیں تو وہ اپنی صفات کے اعتبار سے دوسرے انسانوں سے ممتاز ہوجاتے ہیں، ہوتے تو انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو ان کو نبوت اور رسالت کے کمالات دیتا ہے، جو ان کو مقامِ عصمت عطا فرماتا ہے کہ ان سے کوئی چھوٹا بڑا گناہ صادر نہیں ہوسکتا۔ ان کے قلوب اتنے نورانی، اتنے پاکباز ہوتے ہیں کہ ان کے اندر سے کوئی چیز گناہ کی نکلتی ہی نہیں۔ اللہ کے سچے پیغمبر اندر سے چونکہ پاک اور نورانی ہوتے ہیں تو اُن کے اندر کوئی شیطان کا اثر ہو نہیں سکتا۔ اس لیے ان کے اندر سے گناہ کی کوئی چیز نکلتی ہی نہیں، بھول اور بات ہے، بھول کو نافرمانی نہیں کہتے تو اب انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتنی خصوصیات، کمالات عطا فرمائے۔

○...... اور ہمارے رسولِ پاک جو امام الانبیاء والمرسلین ﷺ ہیں، حضور ﷺ کو تو، گویا کہ سب سے اعلیٰ و انتہائی کمالات، مخلوق کی حیثیت سے جو بھی ہوسکتے تھے، وہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سارے کمالات عطا فرما دیئے ہیں، تو جب اللہ نے اپنی قدرت اور حکمت سے، ساری مخلوق میں سے سب سے بڑی ہستی کو جو بڑے اور اعلیٰ کمالات ہوسکتے تھے، وہ سارے حضور ﷺ کو عطا فرمائے تو اب سبحان اللہ! تیری قدرت اور حکمت کی تکمیل کا ایک نمونہ سامنے آگیا۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضورؐ مظہر اتم ہیں کہ اللہ کے جلووں کا ظہور سب سے زیادہ حضور ﷺ کی ذات سے ہے۔ اس سے اوپر تو کوئی درجہ ہے ہی نہیں، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضور ﷺ کے کمالات کی انتہا کیا ہے؟ ہمارا ایمان یہ ہے اور ہونا چاہیے کہ جتنے کمالات نبوت اور رسالت سے تعلق رکھتے ہیں وہ اللہ نے حضور ﷺ کو سب دے دیئے تاکہ اللہ کی قدرت اور حکمت کا ایک اعلیٰ نمونہ مخلوق کے سامنے

آئے۔ تو ہم حضور ﷺ کی امت کے مسلمان اتنے خوش نصیب ہیں، اللہ کی نعمت اور احسان کا کوئی حق ادا نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حضور کی امت میں پیدا کیا۔

اور اسی لیے جو ہمارے مذہب اہلسنت والجماعت کا ایک عقیدہ ہے کہ سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے اللہ کی توحید کو، تمام اسلام، دین، شریعت کو ماننا۔ آج سُنّی مسلمان نہیں سمجھتا کہ اہل سنت کا معنیٰ کیا ہے؟ جس طرح حضور ﷺ کی ذات جو ہے، تو وہاں اللہ کی تجلیات کا سب سے زیادہ ظہور ہے۔ مظہر اتم کا معنیٰ۔ خانے کعبے پر وہ تجلیات نہیں۔ عرش پر وہ تجلیات نہیں ہیں، کرسی پر وہ تجلیات نہیں بلکہ کسی پر بھی وہ تجلیات نہیں۔ جو سرورِ دو عالم ﷺ کی ذات اور وجودِ پاک پر ہیں، یہ تو ایمان کی بات ہے۔

○...... اور وہ خاکِ پاک حضور ﷺ کے روضۂ مقدسہ کی کہ حضور تو وہاں حیات النبی ﷺ کی حیثیت سے آرام فرما ہیں اور اب اللہ کی تجلیات جو حضور ﷺ کی ذات پر وہاں روضۂ مقدسہ میں نازل ہو رہی ہیں تو اس خاک پر ہی نازل ہو رہی ہیں ناں؟ اس خاک پر جو اللہ کی تجلیات، یا اللہ کے جلوے نازل ہو رہے ہیں، جو رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، وہ خانے کعبے پر نہیں، وہ عرش پر بھی نہیں ہو کرسی پر بھی نہیں۔ حضور ﷺ کے روضۂ مقدسہ کی خاک کو جو یہ فضیلت ملی ہے تو اس لیے کہ حضور ﷺ وہاں آرام فرما ہیں، تو خاک کو فضیلت حاصل ہوگئی، اب اس کی شان عرش سے اعلیٰ۔

○...... تو جو عمل حضور ﷺ کا اپنا ہے، سمجھو! سنت کا بلند مقام، بھائی! وہ تو علیحدہ مٹی ہے ناں؟ علیحدہ زمین کا ٹکڑا ہے اور حضور ﷺ علیحدہ ہیں لیکن حضور ﷺ نے جو زبان مبارک سے فرمایا وہ حضور ﷺ کی بات ہے۔ حضورؐ نے جو اپنے وجودِ پاک سے عمل کیا تو وہ حضورؐ کا عمل ہے ناں؟ تو حضور ﷺ کی ذات سے جو عمل کا نور نکلا ہے اس کے برابر کائنات میں کوئی عمل نہیں، اسی کو سنت کہتے ہیں۔ حضورؐ کی ذات جیسی ذات نہیں، اس طرف باوجود ماننے کے سنی مسلمان کی توجہ کم ہے کہ حضورؐ کی جو سنت ہے یا حضورؐ نے جو عبادت یا نیکی میں نمونہ بنایا تو جس طرح ساری کائنات میں، حضورؐ کی ذات ایک نمونہ ہے، اللہ کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، اسی طرح جو کچھ حضورؐ کی زبان سے نکلا ہے، اور جو کچھ حضورؐ کے عمل سے ظاہر ہوا ہے، اس کے بعد کائنات میں کوئی شخصیت ہی نہیں ہے کہ جس کا عمل اس کے برابر ہو سکے، اب اندازہ فرمائیں! کہ سنت سے بڑا کوئی عمل ہے؟ تو اہلِ سنت ہونا اتنی بڑی ایک عظیم الشان نسبت ہے، جسے سُنّی نہیں سمجھتا۔ اگر سمجھتا تو یہ فتنے تو اس طرح نہ ہوتے؟

○......عقیدہ سمجھا رہا ہوں، اللہ تعالیٰ حضورؐ کی سنت پر عمل کی، ہمیں توفیق دے۔ عقیدہ سمجھا رہا ہوں کہ سنت وہ نور ہے کہ جو آفتابِ رسالتؐ سے نکلا، جس طرح سورج کی کرنیں اور شعاعیں ہیں، اسی طرح حضورؐ کا جو عمل نکلا وہ ہے انوارِ نبوت کا فیضان۔ اور کوئی مومن جو حضورؐ کی شانِ اعلیٰ مانتا ہو، اس کے نزدیک سنت سے بڑا کسی اور کا عمل نہیں ہوسکتا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا جو عمل ہے، ان پر اللہ کے جلوے ہیں ان کے مطابق۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا جو عمل ہے ان کی شان کے مطابق، لیکن سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان تو ان سب سے بڑی ہے ناں؟ اس لیے حضورؐ کا عمل اور آپ کی سنت کا جو مقام ہے ایسا کہیں اور نہ ہے، نہ ہوگا؟ یہ اہلسنت ہونے کا معنیٰ ہے، جس طرح مسلمان ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ کا وہ دین کامل اکمل قیامت تک کے لیے ہے، اس طرح مان لیا جائے تو وہ کون ہو جائے گا؟ مسلمان حضور ﷺ کی سنت کو جو مان لے وہ ہے اہلسنت۔ سنت کا مقام بہت بلند ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آخری مقبول اور محبوب، عملِ صالح کا نمونہ، سرورِ کائنات ﷺ کی سنت کا نمونہ ہے!

○......اور والجماعت کیا ہے؟ کہ ہم تو علم کے ذریعے، کتابوں کے ذریعے سے جانتے ہیں یا علماء بزرگوں سے حضور ﷺ کی سنت کا علم ہوگیا لیکن آج کوئی حضورؐ کی سنت کی پیروی کرے، تو وہی بزرگ ہوتا ہے ناں؟ ولی اللہ تو وہی ہے ناں جو حضورؐ کی تابعداری محبت اور ایمان سے کرے۔ تو آج اگر کوئی حضورؐ کی سنت پر اخلاص اور تقویٰ سے عمل کرنے والا اللہ کے ہاں مقبول، یا اللہ کا دوست اور پیارا سمجھا جاتا ہے تو اسی معیار پر دیکھیں کہ جنھوں نے حضور ﷺ کا دیدار کر کے حضورؐ کی سنت کو آنکھوں سے دیکھ کر عملی نمونہ اختیار کیا، ان کی شان کتنی بلند ہوگی؟ اصول وہی ہے، باقی سارے زمانے میں لوگ مانتے ہیں، ولی بھی مانتے ہیں، غوث، قطب، مجدد مانتے ہیں، جو ہیں ماننا چاہیے لیکن توجہ، شوق اور محبت اتنی ہمارے دلوں میں ہے نہیں، نہ اتنی آتی ہے کہ جتنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہونی چاہیے، کہ ساری سنت کے نور کے جلوے تو صحابہ پر آمنے سامنے پڑ رہے تھے، آج چودہ سو سال کے بعد ہمیں تو سنت کا علم یا عمل نصیب ہو جائے تو ہم کہیں کہ ہم تو بڑے خوش نصیب ہیں اور جن پر محمدی جلوے بالکل سامنے ہوں؟ سرکارِ مدینہ ﷺ کے جو اصحاب تھے وہ تو سارے نورانی شخصیتیں تھیں۔ وہ بھی انسان تھے لیکن ان کے سینوں میں نورِ نبوت کے فیض سے وہ ایمان کے بلب

جلے، اندازہ کریں کہ اس وقت روئے زمین پر سنت، شریعت، ایمان اور تقویٰ کے کیا انوار ہوں گے، کہ جب ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش صحابہ مکہ، مدینہ، عرب میں پھیلے ہوں گے، وہ کیا سماں ہوگا؟ لوگ دیکھتے ہیں کتابیں، کتابیں تو بعد میں لکھنے والے تھے؟ عقل، ایمان سے قرآن سے سمجھو کہ جو حضورؐ کے سامنے فیض پانے والی جماعت ہے، اس وقت دنیا کا کیا نقشہ ہوگا؟ شرک ختم، کفر ختم، ظلم ختم، ستم ختم، حرام خوری ختم، سب برائی ختم ہوگئی، یہ ہے **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا**۔

○...... سبحان اللہ! وہ مقام ہے جہاں عرفات میں آج لاکھوں حاجی جمع ہوتے ہیں، خوش نصیب ہیں۔ بھائی! آج چودہ سو سال کے بعد ہم کہتے ہیں الحمدللہ! تو نے ہمیں وہ مقامات دکھائے، ہمیں توفیق دی، اور واقعی ہے تو بڑی نعمت۔ لیکن ہم کیا اور یہ زمانہ کیا؟ بھائی! آج بھی حاجی آئے تو زیارت کرو، اگر اس کا حج قبول ہوگیا تو آج وہ اس طرح آیا ہے جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے، بڑی چیز ہے لیکن اے اللہ کے بندو! آج اس زمانے کے حاجی ہیں، خوش نصیب ہیں، لیکن وہ وقت کیا تھا؟ کہ اسی عرفات کے میدان میں سرورِ کائنات ﷺ کا جلوہ تھا، حضورؐ اونٹنی پر سوار ہیں اور وہ ہدایت کے ستارے سامنے بیٹھے ہیں، کیا نقشہ ہوگا؟ آج کا حاجی تو مبارک لے، اس کی زیارت کرو۔ اس کی آنکھیں جو دیکھ آئی ہیں ہم اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہیں اور جنھوں نے رحمۃ للعالمین ﷺ کے جلوے ان آنکھوں سے دیکھے، نورِ نبوت کے جلوے دیکھے، حج کے جلوے دیکھے ان کا کوئی عالم نام ہی نہیں لیتا۔ سُنّی عالم بھی نہیں سمجھتا کہ اللہ کے بندو! تمہارا ایمان جو ہے وابستہ ہے اس زمانے سے، وہ چیز بعد میں کسی کو نصیب ہو ہی نہیں سکتی، وہ تو ختم ہوگئی۔

○...... جس طرح نبوت ختم ہوگئی، اسی طرح صحابیت بھی ختم ہوگئی، آج نئی نبوت نہیں آسکتی تو صحابیت بھی نہیں آسکتی۔ نبوت کے بعد اس سے بڑی نعمت بھی کوئی ہے؟ اس لیے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شرفِ صحابیت نبوت کے بعد سب سے بڑا شرف ہے، حضور ﷺ کا صحابی ہونا، نبوت کے بعد سب سے بڑی شان، بڑی فضیلت اور شرافت والی چیز کیا ہے؟ حضورؐ کا صحابی ہونا، حضورؐ کے دیدار سے جس کو ایمان نصیب ہوا، سنتِ رسول ﷺ، اہل سنت کی پہلی نسبت، آگے حضورؐ کے جلوے جن پر پڑے "والجماعت" اُن کے ساتھ ہماری نسبت ہے۔ بس

اسلام کے نشان قائم ہوگئے۔ جنت کے راستے کھل گئے۔ سنتِ رسول سے کٹیں گے تو حضورؐ سے کٹو گے، جماعتِ رسول ﷺ سے کٹو گے تو حضورؐ سے کٹو گے اور حضورؐ سے کٹو گے تو اللہ سے کٹو گے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے، اللہ کے احکام کو ماننے اور عمل کرنے کے لیے، ہمارے لیے دو راستے ہیں ایک حضورؐ کی ذات اور ایک آپ ﷺ کی فیض یافتہ جماعت بس۔ آگے جو بھی ہے، عالم ہے، صوفی ہے، لیڈ ہے کوئی بھی ہو، یہ دیکھو! کہ سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کی کیا نسبت ہے؟ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ہوئے ناں معیارِ حق؟ ان پر ہم نے اپنے آپ کو تولنا ہے۔ وہ حضورؐ کے بعد ساری امت کے لیے معیارِ حق ہیں۔

○...... ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ'' پڑھیں آپ اپنے ربّ کے نام سے کہ جس نے پیدا کیا، یہ خطاب ہے اللہ تعالیٰ کا، نبی کریم ﷺ سے، سبق دیا کہ اپنے ربّ کے نام سے آپ پڑھیں۔ آج ہم نہیں سمجھ سکتے، اس لیے کہ جب ساری قوم شرک کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی، مرکزِ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے اللہ بڑا خدا تھا، اور وہ چھوٹے خدا تھے، وہ بھی اللہ ہی کے نام سے پکارتے تھے لیکن اللہ کی صفتیں ان میں مانتے تھے ان کی اسی طرح عبادت کرتے تھے جس طرح اللہ کی کرنی چاہیے۔ اپنی دنیاوی حاجتوں میں اُن سے مدد مانگتے، مصیبتوں میں ان سے مدد مانگتے، رزق ان سے طلب کرتے، بے جان مورتیاں اپنے ہاتھ سے بناتے، اٹھا کر لاتے، خانہ کعبے میں رکھ دیا تو خدا بن گیا؟ اب یہ معبود اور یہ اس کے پجاری، حماقت ہے کہ نہیں؟ کوئی عقل مانتی ہے؟ بھئی! میں نے اس کو گھڑا، اب توڑوں تو توڑ سکتا ہوں، گراؤں تو گرا سکتا ہوں، پھینکوں تو پھینک سکتا ہوں، لیکن اندر کی آنکھ اندھی ہوگئی، جب وہ جنگ میں جاتے یا کوئی حاجت ہوتی تو لات، عزّیٰ یا ھُبل کو پکارتے، جو ان کے بت تھے اس نام سے پکارتے، یعنی غیر اللہ جتنے معبود انہوں نے غلط بنائے ہوئے تھے، کوئی کام شروع کرتے تو ان کا نام لیتے۔ یہ اب بھی جاہل کہتے ہیں مختلف پیشوں والے کام شروع کرتے ہیں تو بسم اللہ کی جگہ، یا پیر استاد کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا حال ہے بھائی! پیر، استاد کو کیا پتہ ہے، وہ کہاں ہے تو کہاں ہے؟ حالانکہ ہم نے جو کام کرنا ہے، دین کا یا دنیا کا، ہم چاہتے ہیں کہ اس میں برکت ہو، ہماری مراد پوری ہو، تو قرآن نے کیا سکھایا؟ کہ اپنے ربّ کے نام سے شروع کرو۔ شرک کی ساری زنجیریں توڑ دیں۔ کیونکہ ربّ موجود ہے، دیکھ رہا ہے وہی تمہارا

نگہبان ہے، وہی مرادیں پوری کرسکتا ہے۔ اسی کو ہر بات کا علم ہے اور اسی کو ہر مصیبت ٹالنے کی قدرت ہے، ہر جگہ وہی موجود ہے، عقل کیا کہے گی میں کام شروع کروں تو نام اسی کا لوں کہ جو شاہ رگ سے قریب ہے۔ آج آپ اور ہم تو اسلام کے نور سے سمجھ سکتے ہیں، وہ تو ڈوبے ہوئے تھے لیکن قرآن نے وہی تعلیم دی کہ جو بندے کا سیدھا تعلق ربّ کے ساتھ جوڑ دے اور حضورؐ کے طفیل جوڑ دے۔ جتنی مشرک قومیں تھیں، جو جو انہوں نے غلط طور پر اپنے معبود، الٰہ بنائے ہوئے تھے، ان کے نام سے وہ کام شروع کرتے اور قرآن نے تعلیم دی توحید کی کہ جو کام اللہ کا ہے وہ کسی اور کا نہیں۔ اوروں سے مدد لو اسباب میں، یہ تو اور بات ہے، مسئلہ تو یہ ہے کہ اسباب کی جو چیز سامنے نہیں ہے، اسباب کا کوئی تعلق اس حاجت کے ساتھ نہیں ہے، تو اب کس کا نام لو؟ اللہ کا نام لو۔ اسباب ہوں پھر بھی اللہ کا نام۔ پتھر اٹھا رہے ہیں تو وہ کہیں گے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہ اس کو اٹھانے کی طاقت دینے والا تو وہی ہے، اسی سے مدد لے رہے ہیں۔

تو یہ سمجھو! کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ایک بڑی قوت کی چیز ہے۔ جتنے یقین اور ایمان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا جائے گا۔ چونکہ ہم اللہ کو پکارتے ہیں کہ یا اللہ! تیرے نام سے ہم مدد مانگ رہے ہیں۔ اس کا نام بھی تو اس کی ذات کا ہے ناں؟ کتابوں میں بسم اللہ کی بڑی بڑی کرامتیں منقول ہیں۔ وہ ایک ایمان کی قوت ہوتی ہے۔ اللہ اس میں برکت دیتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر سورت کی ابتداء میں آتی ہے، تاکہ تعلیم ہو مسلمان کو، کہ ہر کام شروع کرو تو اللہ کا تصور کر کے اللہ کے نام سے، اللہ سے مدد مانگ کر، آگے اسی کی مرضی جیسا کرے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ، ربّ ہے، اس لیے اس کے نام سے کام شروع کرو۔ جس نے پیدا کیا، جما ہوا لہو تھا، قلم کے ذریعہ اللہ نے سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے سارے احسانات علمی، عملی، مادی، ظاہری، باطنی جو جو نعمتیں اللہ پاک نے عطا فرمائیں، سب کا اظہار کر دیا۔ توجہ دلا دی کہ اے انسان تو اپنی خلقت، پیدائش پر غور کر، کہ تُو تھا کیا؟ اب تو پہلوان ہے۔ سائنسدان ہے اب تو بڑا قابل بنا ہوا ہے، لیکن کیا تُو وہ نہیں تھا کہ تجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ تو نے پیدا ہونا ہے۔ تو تھا ہی نہیں۔ نہ تیری روح تھی، نہ تیرا جسم تھا۔ اب تو سوچ کہ یہ اتنا بڑا پہلوان بن گیا ہے۔ شیر، ہاتھی قابو میں کر رہا ہے، کیا سے کیا ایجادات کر رہا ہے لیکن تُو ہے کون، تیری ابتداء کیا ہے؟ ایک قطرہ ہے تو اب انسان تکبر کر سکتا ہے؟

اللہ سے رُخ موڑ سکتا ہے۔ اس بات کو یاد رکھے تو پھر اس کے ہر عمل پہ توحید کے جلوے ہوں گے۔ اور وہ ہر وقت محتاج تر بنے گا، کہ یا اللہ میں تو کچھ نہیں۔ اللہ والے عارفین کہتے ہیں ہم کچھ نہیں۔ نماز پڑھ رہے تو نے طاقت دی ہے لیکن تیری شان کے مطابق نہیں ہے تو اپنے فضل سے یہ قبول فرما۔ تو یہ پانچ آیتیں ہیں، ان میں گویا کہ خلاصہ ہے سارے دین کا۔ توحید کا۔ کیونکہ توحید بھی آ گئی، رسالت بھی آ گئی تو حیدر، رسالت سے آگے بات چلتی ہے ناں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم تو توحید رسالت کا پھل ہیں۔ بھائی! توحید اور رسالت کا نتیجہ صحابہ کرام کی جنتی مقدس جماعت کی شکل میں نہ ظاہر ہوتا تو توحید اور رسالت کے اس درخت کا کوئی پھل تھا؟ توحید و رسالت تو بنیاد ہیں ناں؟ توحید و رسالت کے فیضان سے جو پھل نمودار ہوا، جو باغ پکا، کھیتی ہری ہوئی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ اس کھیتی اور باغ کو نہیں مانو گے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سرورِ کائناتؐ نے بھی محنت کی، کچھ بھی نہیں بنا، اوپر اللہ تعالیٰ نے بھی سب کچھ کیا، کچھ نہیں بنا۔ تو ہماری ایمان کی کھیتی کیسے پرورش پائی؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی حیثیت سے بھی سمجھو۔ اسلام کا تحفظ سوائے اس عقیدے اور محنت کے اس زمانے میں مشکل ہے، یہ فتنوں کا دَور ہے سُنّی مسلمان کو سمجھاتا ہوں کہ اپنی بنیاد پر کھڑا ہو کے، اللہ کے بھروسے پر محنت کر۔

تو میں نے عرض کیا تھا کہ جب فرمایا، کہ اگر میں یہ کلام پہاڑوں پر نازل کرتا تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ یہ تو رحمۃ للعالمینؐ کی روحانی قوت تھی، اس کی وجہ سے حضورؐ نے اس اللہ کی تجلی کو، جو پہلے کلام نازل ہوا برداشت کیا۔ لیکن اس کا اثر اتنا ضرور ہو گیا کہ حضورؐ کے مونڈھے اور گردن کے درمیان رگیں پھڑ پھڑانے لگیں۔ اگر سیدھا جاتا تو جو کلام پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیتا، سرورِ کائناتؐ پر اتنا اثر ہوا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر جا کر فرمایا، کہ مجھے چادر اوڑھا دو۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، سبحان اللہ! سب سے پہلی پاک بیوی، سب بیویاں پاک ہیں، ان کو سب سے پہلی بیوی ہونے کا شرف حاصل ہے، حضورؐ کی ہر بیوی پاک، ہماری مومن ماں، تو میں نے غالباً بتایا تھا کہ آپ اتنی عقل مند تھیں، کہ آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ حضورؐ کیا ہوا؟ عام طور پر آدمی تاثر لیتا ہے ناں؟ پریشانی پوچھتا ہے کہ حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی، چادر دے دی حضورؐ کو، تاکہ سکون میں آئیں تو پوچھ لوں گی، یہ عقل مندی کی دلیل ہے، تو جب رحمۃ للعالمینؐ کچھ دیر لیٹے رہے اور وہ جو

حالت تھی اس سے سکون حاصل ہوا۔ دیکھا کہ اب حضورؐ کے چہرے پر وہ پہلے والے آثار نہیں ہیں تو پھر، عرض کیا کہ حضورؐ کیا ہوا؟ تو نبی کریم ﷺ نے واقعہ بیان کیا۔ اب حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے تسلی دی کہ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، اللہ آپ جیسی شخصیت کو کبھی رسوا نہیں کریں گے، سبحان اللہ!۔

ابھی پتہ نہیں کہ یہ پیغمبر ہیں لیکن جو نبی کریم ﷺ کی سیرت تھی چالیس سالہ مقدس زندگی، وہ حضرت خدیجہؓ کے سامنے تھی، بیوی ہے، گھر کے حالات، وہ تو سارے بیوی کو معلوم ہوتے ہیں، تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی، عاقل، دانا، پارسا، پاکباز زوجہ کے سامنے جو حضورؐ کی زندگی تھی، کوئی عیب انسانی حضورؐ میں نہیں دیکھا، اس بناء پر عرض کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ایسے لوگوں کو پیدا کرتا ہے لوگوں کو نفع دینے کے لیے یہ کوئی ایسی خبر نہیں کہ اس کا نتیجہ ٹھیک نہ ہو۔ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، سب کی خیر خواہی کرتے ہیں۔ آپ دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، اندازہ فرمائیں کہ اس معاشرے میں حضورؐ کی سیرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیان کر رہی ہیں، جو کما نہیں سکتا اس کو کما کر دیتے ہیں، مظلوموں محتاجوں کی آپ مدد کرتے ہیں۔ جو کچھ اسلام اور شریعت میں بعد میں تعلیمات تھیں، وہ نزولِ قرآن سے پہلے ہی، وہ اخلاق و جمال کے جلوئے حضورؐ میں تھے اور یہی حضورؐ کا کمال ہے کہ اس معاشرے میں اس قوم میں، جس کا تنزل انتہائی سخت تھا، ایسی شخصیت، ایسی بیوی کہ شوہر کا ہر حال جاننے والی جس کے سامنے ہر ادا ہوتی ہے وہ بھی شہادت دے کر آپؐ ایسے ہیں، یہ حضورؐ کی حقانیت کی بہت بڑی دلیل ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی عقلمندی اور دل کی صفائی تھی، بیوی بھی حضورؐ کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بھی بیوی دی وہ حضورؐ کی شان کے لائق تھی۔ یہ سمجھ لو! ہر چیز، حضورؐ کو جو ربّ نے دی، وہ حضورؐ کی شان کے لائق تھی، دوہتے دیئے کہ کسی کے ایسے دوہتے نہیں۔ بیٹیاں وہ دیں کہ کسی کی بیٹیاں، ایسی نہیں، بیویاں وہ دیں کہ آدمؑ کی اولاد میں کسی کی ایسی بیویاں نہیں، خلیفے وہ دیئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خلفاء میں بھی نہ پہلے نمونہ ہے اور نہ اور کسی کے ہوسکتے ہیں، ہر چیز کو، حضورؐ کی نسبت سے اعلیٰ مانو گے تو حضورؐ کی شان اعلیٰ مانی جائے گی؟ ہم جو صحابہؓ، اہلبیتؓ، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو مانتے ہیں تو سب کو حضورؐ کی نسبت سے مانتے ہیں، جس کا حضورؐ کے ساتھ تعلق نہیں وہ بڑا ہے کیسے؟ اب کوئی کہے کہ ان کا تعلق نہیں تھا؟ معاذ اللہ، نہیں تھا تو روضۂ رسول ﷺ میں تو ہیں، جس کا عرش سے اعلیٰ درجہ ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کمالات کو ماننا، حضورؐ کی وجہ سے ہے، خاتونِ جنت سمیت چاروں صاحبزادیوں کو جنتی ماننا، اُن کا درجہ اپنا اپنا ہے۔ حضورؐ ہی کی وجہ سے ہے، امامِ حسنؓ، حسینؓ کی عظمت ماننا، کہ یہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، یہ رحمۃ للعالمینؐ ہی کی وجہ سے

ہے، اس لیے خارجی اِدھر چلے گئے، رافضی اُدھر چلے گئے، اہلسنت والجماعت بالکل اعتدال پر رہے۔ یاد رکھو! جتنا ہی حضورؐ کو اعلیٰ مانو گے، اتنا ہی حضورؐ کے ساتھ جس چیز کو تعلق ہے اسے بھی اتنا ہی اعلیٰ مانو گے، بھائی! روضۂ پاک کی خاک کو عرش سے اعلیٰ مان لیا، صحابہ رضی اللہ عنہم تو انسان ہیں، ان کا تقویٰ اور اخلاص جو ہے وہ تو بعد میں آ ہی نہیں سکتا، ہاں نمونہ ہم بنا سکتے ہیں، اتباع کر سکتے ہیں۔

بہرحال حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضورؐ کی جو پہلی سیرت تھی، اس کو بطور دلیل پیش کر کے آپ ﷺ کو تسلی دی، یہ ایمان کی بات ہے، پھر ان کے دل نے تو تقاضا کیا کہ ورقہ بن نوفل، جو اُن کا چچازاد بھائی تھا، عیسائی عالم تھا، اس کے پاس لے گئیں، جب کریم ﷺ نے ورقہ بن نوفل کے سامنے سارا ماجرا بیان فرمایا تو چونکہ کتابوں میں حضورؐ کے متعلق پیشنگوییاں تھیں، علمائے اہلِ کتاب منتظر تھے کہ یہ زمانہ، نشانیاں جو پیغمبر آخر الزمان کے زمانے میں آنی تھیں، یہ واقعہ سنا تو بلا اختیار اس کو یقین ہو گیا، کہنے لگا کہ یہ تو جبرائیل علیہ السلام تھے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر بھی آئے تھے، وحی تو وحی لاتے ہیں اور پھر اس نے جو خبریں پہلے آسمانی کتابوں میں تھیں ان کی بناء پر کہا کہ اگر میں جوان ہوتا، تو میں آپ کی مدد کرتا، پتہ نہیں ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں یا نہ رہوں، آپ ﷺ کو آپ کی قوم مکہ سے نکال دے گی۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ خبر سنی، تو حضورؐ کو تعجب ہوا۔ آپ کو تعجب اس بناء پر ہوا کہ یہ قوم ساری مجھے امین اور صادق مانتی ہے، یہ مجھے نکال دے گی؟ یعنی تعجب کے طور پر سوال کیا؟ اس نے کہا کہ جو پیغمبر بھی اللہ کی طرف سے حق لے کر آیا ہے، قوم نے اس کا انکار کیا ہے، پھر قوم نے اس کو نکالا ہے، پہلی قوموں کی تاریخ بھی انبیاءؑ کی، انہوں نے دوہرا دی تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اس کو سمجھا کہ پوری طرح یقین ہو گیا کہ حضور اللہ کے پیغمبر ہیں۔

غالباً دیوبند میں کسی استاد نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ساتھ کیوں تشریف لے گئے آپ ﷺ کو تو شک نہیں تھا نا؟ فرمایا یہ حکمت تھی، حکیمانہ طرزِ عمل تھا کہ براہِ راست حضورؐ نے حضرت خدیجہؓ سے نہیں فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، کیونکہ اچانک خبر سے، ممکن ہو سکتا ہے کہ ان کو پورا یقین نہ ہو۔ یہ تصدیق بھی کر لیں۔ اب سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ حکمت اختیار فرمائی کہ بجائے اس کے کہ میں خود کہوں، یہ نہیں کہ وہ ضرور شک کریں، لیکن یہ ایک اعلیٰ طریقہ ہے کہ وہ جو ورقہ ابن نوفل کا، جو خود کہہ رہی ہیں تو جب ان سے تصدیق ہو جائے گی تو مان لیں گی، عورتوں میں وہ خوش نصیب عورت ہیں کہ پہلے جن کو ایمان نصیب ہوا۔

اور بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چونکہ حضورؐ کے ساتھ پہلے سے دوستی تھی، جب آپ چھوٹے تھے، تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس موقعہ پر، اس وقت پہنچ گئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حضورؐ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جائیں ...... لیکن اس میں کوئی آپ انکارنہیں کر سکتے، ازروئے انصاف، کہ جہاں حضورؐ ہیں وہاں صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ہیں۔ اللہ نے جوڑ دیا۔ اس لیے بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ ہیں۔ اہل سنت کا ایمان ہے۔ غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں اور بڑوں میں، کیونکہ کوئی بڑا بھی ہو جو حضورؐ کا نائب ہو۔ حضورؐ کی اس نبوت کی روشنی میں، مکی زندگی میں بھی تبلیغ کرے، ماریں کھائے، وہ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ بچہ بھی مبارک ہے، جو شیر خدا بننے والے تھے۔ بیوی تو مومنوں کی ماں ہیں۔ غلام بھی وہ ہیں جو حضورؐ نے آزاد کیا۔ غلاموں کو شرف عطا ہوا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ان سب سے بلند وبالا ہے کہ بڑے مردوں سے صدیق رضی اللہ عنہ کو ایمان کا شرف حاصل ہوا۔ تو دیکھو کہ سب سے پہلے کون بڑا، سرورِ کائنات پر ایمان لایا؟ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہے۔

تو یہ ہے ابتدائی واقعہ، کیونکہ یہ مکی زندگی، میں سمجھتا ہوں، سمجھانے کی بڑی ضرورت ہوتی ہے کہ دین کس طرح چلا؟ کن شدید رکاوٹوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استقامت کا مظاہرہ کیا ہے، پھر اللہ نے کس طرح ان کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو بدل دیا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوضات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت پیدا ہوئی۔

وفیات

① حضرت شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کے قریبی و معتمد ساتھی جناب حاجی ملاح صاحب کے والد ماجد ② اختر میمن صاحب و ثاقب میمن صاحب کی والدہ ماجدہ ③ جامعہ مظہریہ حسینیہ (جہان سومرو، سندھ) کے باورچی عبدالعزیز سومرو صاحب کے چچا جان قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مرحوم کی کامل مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے (آمین) قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

چراغ ہدایت

ارشادات وکمالات

ماخوذ از مکتوبات	عنوان وترتیب
شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ	حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمہ اللہ

مولانا ارشد مدنی کے ختم قرآن کی خوشی میں دعوت

محترما! ہم اور آپ سب حضرات خواجہ تاش ہیں۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہیں عمر کی بڑائی اور چھوٹائی کوئی مؤثر چیز نہیں۔ دعوات صالحہ کا میں بہت محتاج ہوں۔ مولانا عزیز گل صاحب اور آپ کی گڑ کی تجارت میں خسارہ کی خبر تعجب خیز بھی ہے اور انتہائی افسوس ناک بھی۔ اللہ تعالیٰ جبر مکافات فرمائے۔ آمین۔ ہم عاجزوں سے بجز خدمات دعا گوئی اور کیا ہوسکتا ہے۔ بحمداللہ دارالعلوم میں ہر طرح خیر و عافیت ہے۔ بالفعل طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۳ سو ہے دورہ میں اس وقت ڈیڑھ سو طالب علم ہیں، کوشش ہے کہ علاقہ پاکستان غربی کے طلباء کو بھی تا ایام اختتام درس یہاں آنے کی اجازت ہوجایا کرے امید ہے کہ اس میں کامیابی ہوجائے۔

ارشد سلمہٗ نے تین چار دن ہوئے ہیں (یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ کو قرآن کا حفظ ختم کرلیا ہے۔ تقریب شکریہ میں آپ حضرات کا نہ ہونا موجب تاسف ہے۔ والسلام۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ، ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۴۹۳)

عقد ثانی پر شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل
می گویمت دعا و ثنائے فرستمت

کچھ عرصہ ہوتا ہے کہ جناب کا والا نامہ باعث سرفرازی ہوا تھا، جس میں صاحبزادہ کا عقد نکاح مولانا عزیز گل صاحب کی صاحبزادی سے ذکر فرمایا گیا۔ اس میں بہت خوشی ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ آمین۔ جواب میں تاخیر کی وجوہ میں سے دونوں حضرات سے شیرینی طلبی اور دعوت ولیمہ کی استدعاء بھی تھی مگر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کس طرح سے وصول کیا جائے اسی طرح جناب کا عہدہ شیخ الحدیث پر فائدہ ہونا اور صحاح ستہ کی تعلیم دینا اور پھر ماشاء اللہ گرانقدر تنخواہ وصول کرنا، یہ امور بھی موجب مطالبہ دعوت ہائے لذیذہ ہیں مگر کوئی طریقہ وصول یابی کا سمجھ میں نہیں آتا۔

اب دوسرا والا نامہ آیا۔ تاریخ لکھنے کی آپ کی عادت نہیں ہے۔ اس لیے مضمون کا حوالہ دینا پڑتا ہے۔ حضرت مہتمم صاحب اور ان کے بھائی دونوں بفضلہ تعالیٰ بخیریت پہنچ گئے اور بخیریت ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۳۱۸)

مولانا عبدالحقؒ صاحب نافع گل کو وفات سے ۲۴، دن پہلے لکھا ہوا خط

میں ماہ محرم الحرام سے وجع الفواد میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تقریباً نصف محرم سے آج تک کوئی سبق نہیں پڑھا سکا۔ معالجین کی طرف سے نقل وحرکت حتیٰ کہ جمعہ و جماعت کی بھی ممانعت تھی۔ مگر اب مردانہ مکان میں جماعات خمسہ میں حاضری اور بعد عصر احباب سے ملاقات کی اجازت تقریباً دس پندرہ دن سے ہوگئی ہے۔ اس سے زیادہ چلنے کی اجازت نہیں ہے۔ سانس اکھڑ جاتا ہے۔ قلب اور سینہ پر نہایت ناگوار اثر پڑتا ہے۔ علاج اور پرہیز جاری ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ ڈاکٹری علاج جاری رہا۔ مایوس ہو کر یونانی علاج جاری کیا گیا۔ اس سے نفع ضرور ہے مگر نہایت تدریج سے، بہرحال آپ بزرگوں کی دعاؤں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۳۲۲)

۱۳۷۷ھ میں دارالعلوم دیو بند کا بجٹ اور تعداد طلبہ

بحمد اللہ دارالعلوم میں بخیر و عافیت ہے۔ امسال طلبہ کی تعداد تقریباً ۱۴، سو ہیں۔ دورہ میں ۱۸۴ ہیں۔ سالانہ بجٹ سات لاکھ تک پہنچ گیا ہے۔ جلسہ دستار بندی کے لیے تحریکات جاری ہو رہی ہیں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۴، ص ۳۲۲)

زمانۂ علالت کا لکھا ہوا مکتوب گرامی!

یہ مکتوب گرامی جناب الحاج محمود عبداللہ خان صاحب سیڈ ار انٹال ساؤتھ افریقہ کے نام ہے۔
محترم المقام زید مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ مزاجِ شریف۔

والا نامہ مورخہ ۹، اکتوبر ۱۹۵۷ء باعث سرفرازی ہوا۔ یادفرمائی کا شکر گزار ہوں۔ رقم مرسلہ کا مزید شکریہ ادا کرتا ہوں، جزاکم اللہ خیرالجزاء۔

محترما! میری علالت غیر معمولی نہیں ہے۔ خصوصاً میرے جیسے شخص کے لیے جس نے عمر کا بہت بڑا حصہ گزار لیا ہے۔ میں اس وقت عمر کا اکیاسواں سال گذار رہا ہوں۔ اگر چہ ایام محض لہو ولعب غفلتوں اور معاصی وغیرہ میں گزر رہے ہیں۔

سودہ گشت از سجدہ راہ بتاں پیشانیم
چند برخود تہمت دین مسلمانی نہم

تاہم اس عمر میں عموماً اعضاء میں کمزوری ہونی لازمی ہوتی ہے جس کی بنا پر بیماریوں کا ظاہر ہونا طبعی بات ہے۔ مشہور مقولہ ہے ''پیری صد عیب چنیں گفتہ اند'' اس لیے احباب اور عنایت فرماؤں کو ایسی خبروں پر کبھی فکر مند نہ ہونا چاہیے آپ اور دوسرے احباب کی ہی دعاؤں کی ضرورت ہے جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر قسم کی بھلائی کی امید ہے۔ یہاں آنے کا ہرگز خیال تک نہ فرمایئے۔ غائبانہ دعا نہایت مؤثر ہوتی ہے۔ آپ نے جو تحفہ ارسال فرمایا ہے نہایت عظیم الشان احسان ہے مگر میرے محترم آپ کو معلوم ہے کہ دارالعلوم سے مجھ کو پانچ سو روپے سے زیادہ تنخواہ ملتی ہے۔ اس لیے تمام ضروریات کا پورا ہوجانا اور کسی قسم کی تنگ دستی پیش نہ آنا ضروری ہے۔ اتنی بڑی تنخواہ ہمارے بزرگوں اور اساتذہ کو کبھی نہیں ملی تھی مگر میں ایسا سگ دنیا ہوں کہ جس کے لیے اس مقدار کو بھی آپ احباب کافی نہیں سمجھتے۔ بہرحال انتہائی شکر گزاری کے ساتھ آپ کا یہ معزز تحفہ قبول کرتا ہوں دست بدعاء ہوں کہ اللہ اس کے بدلے میں آپ کا دینی اور دنیاوی ہر قسم کا مقصد پورا فرمائے اور تعالیٰ اپنی رضا اور خوشنودی سے نوازے۔ آمین۔ بحمداللہ بیماری میں تدریجاً افاقہ ہورہا ہے۔ اب دو ماہ کے بعد ۲۰، ربیع الاوّل سے میں نے باہر نکلنا شروع کردیا ہے۔ اگر چہ صرف عصر کے بعد سے مغرب کی نماز تک کے لیے ابھی نکلتا ہوتا مگر انشاء اللہ عنقریب اس سے زیادہ تعداد لیے

بھی ہوگا۔ چونکہ ابھی روزانہ قدرے اثر مرض کا ظاہر ہوجاتا ہے۔ اس لیے احتیاط ضروری ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۳۳۰)

عمر عزیز کے لمحات کو غنیمت شمار کیجیے

آپ کو ذکر بارہ تسبیح کس نے بتایا ہے۔ کیا تفصیل ہے۔ کب سے کر رہے ہیں۔ اور اس کے آثار کیا ہیں۔ بواپسی ڈاک تحریر فرمائیے۔ تا کہ آئندہ کے لیے ذکر تجویز کرنے میں آسانی ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ ذکر میں کثرت اور دوام فرمائیے۔ ناغہ نہ ہونے دیجیے۔ دل لگا کر کیجیے۔ عمر عزیز کے لمحات کو ضائع ہونے سے بچائیے۔ اتباع سنت اور شریعت کا ہر قول و فعل میں خیال رکھیے۔ دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۳۳۰)

غائبانہ بیعت

میں نے سب حضرات کو بیعت کر لیا۔ اتباع شریعت کی تاکید کر دیں۔ آپ حج کر لیجیے۔ میرا خیال چھوڑ دیجیے (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۳۳۰)

قرآن مجید کی دلچسپ اور اہم معلومات

① قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں میں سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے جس کی ۲۸۷ آیات اور ۴۰ رکوع ہیں اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے جو صرف تین آیات پر مشتمل ہے۔

② قرآن مجید میں دو آیات ایسی ہیں جن کی تمام حروف تہجی الفاظ سے یا تک جمع ہیں۔ اوّل سورۃ آل عمران کی آیت ۱۵۴۔ دوم سورۃ فتح کی آیت ۲۹ محمد رسول اللہ آخر تک یہ ساری آیت صحابہ کرامؓ کی مدح و توصیف میں ہے گویا یہ بتایا گیا کہ صحابہؓ الف سے یا تک مومن کامل، خدا کے مقبول و محبوب اور محمد رسول ﷺ کی آنکھ کے تارے ہیں۔

③ قرآن مجید میں صرف ایک جملہ ایسا ہے جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف میں سے ایک حرف بھی نہیں وہ سورۃ تحریک کی آیت ۴ تحریم کا فقد صغت۔ باقی تمام قرآن مجید میں ایسا جملہ نہیں ملتا۔ (مولانا عبداللطیف مسعود)

ابطالِ باطل　　قسط:64

ماہ نامہ ''افکارِ العارف لاہور'' کے جواب میں

تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مولانا احتشام الدین مُرادآبادی رحمہ اللہ کی علمی و تحقیقی کتاب ''نصیحۃ الشیعہ'' منظرِ عام پر آئی تو اس زمانہ کے امامی علماء نے اس کا رد لکھنے کا فیصلہ کیا، اوّل تو اسی پر ایک مدت گذر گئی کہ جواب لکھے کون؟ اور جب کوئی تیار ہوا بھی تو ایسے کہ ایک ماہ وار رسالہ بنام ''روشنی'' لکھنؤ سے نکالنے کا اعلان کیا گیا، اور طے یہ ہوا کہ فی الوقت بجائے کتاب لکھنے کے اسی رسالہ میں جواب پیش کر دیا جائے گا، تا آنکہ مصنف کتاب '' نصیحۃ الشیعہ'' اپنی کتاب کے بقیّہ حصے شائع کرنے سے عاجز آ جائیں۔ چنانچہ مرزا عبدالتقی قزلباش کو مذکورہ رسالے کا ایڈیٹر ظاہر کیا گیا اور پھر ''رسالہ روشنی بایراد نصیحۃ الشیعہ'' کے نام سے کم و بیش درجن، ڈیڑھ درجن شماروں میں ''نصیحۃ الشیعہ'' کا جواب پیش کر دیا گیا۔ اس جواب کے اصل لکھاری کون تھے؟ ان کا اسلوب کس طرح سطر بہ سطر ان کی شکست اور علمی غرور کا سرنیچا کرنے کی چغلی کھاتا رہا؟ اور پھر کس طرح عبرتناک اور شرمناک اعلان کے ذریعے اس سلسلہ کو بند کیا گیا؟ اس کی مختصر سرگزشت ملاحظہ فرمائیں۔ کنتور کے اندر مولانا مفتی محمد قلی خان (متوفی ۱۲۶۰ھ) نام کے معروف امامی عالم گذرے ہیں جو ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے (ان کے والد مولانا سید محمد حسین بھی بڑے علماء میں شمار ہوتے تھے) اور میرٹھ وغیرہ میں سرکاری ملازمت کرنے کے بعد آخر کار یہ لکھنؤ رہائش پذیر ہو گئے تھے، ان کی وفات ۹ محرم الحرام ۱۲۶۰ھ میں ہوئی اور تشید المطاعن، تاریخ کنتور، عدالت علویہ اور تقلیب المکائید وغیرہ ان کی معروف تصانیف ہیں، انہی شیعہ بزرگوں نے علامۃ الدھر حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق تصنیف ''تحفہ اثنا عشریہ'' کا رد لکھنے کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اور بقیہ کام اپنے صاحبزادوں مولانا حامد حسین

لکھنوی، مولانا اعجاز حسین لکھنوی اور مولانا سراج حسین لکھنوی کے سپرد کر دیا، یہ تینوں بھائی قلم گھسیٹتے گھسیٹتے جب تھک گئے تو انہوں نے اگلی نسل میں یہ ذمہ داری منتقل کر دی تھی اور پھر ''عبقات الانوار'' کے نام سے بارہ جلدیں تحفہ کے جواب میں تیار کی گئیں، جنہیں بعد کے شیعہ علماء نے مزید مرچ مصالحے لگا کر اور اِدھر اُدھر کی بھرتی کر کے کم و بیش تیس مجلدات تک پہنچا دیا ہے، مگر امامی علماء باوجود اس کے تاحال ''تحفہ اثنا عشریہ'' کے بوجھ تلے بدستور دبے ہوئے ہیں۔ تاہم یہ کھلی حقیقت ہے کہ مولانا مفتی قلی خان کی تین نسلوں نے رؤسائے شیعہ کو سبز باغ دکھا کر ''تحفہ اثنا عشریہ'' کے ردود کی مد میں بہت کچھ حاصل کیا تھا۔ بہرحال اس خاندان کا مزاج علمی تھا اور ہمارے چوٹی کے علماء اہل سنت کے ساتھ مقابلہ کرنے میں ان کا بھی کردار رہا ہے، بعد کے وقتوں میں ان نزاعی مسائل پر امامی علماء نے جو کچھ لکھا وہ اسی خاندان کا چربہ و سرقہ ہے۔ مولانا مفتی قلی خان کے بیٹے مولانا میر حامد حسین لکھنوی کی اولاد میں مولانا سید ناصر حسین پیدا ہوئے جنہیں ''ناصر الملت'' اور ''فخر المحققین'' لکھا جاتا ہے۔ آپ کا سن ولادت ۱۲۸۴ھ ہے۔ مولانا میر حامد حسین صاحب کا لقب ''فردوس مآب'' تھا اور انہوں نے گھر بیٹھے بٹھائے اپنے نورِ نظر مولانا ناصر حسین کو ''صدر المحققین'' کا لقب دے ڈالا تھا۔ مولانا ناصر حسین کی تصنیفات کی بھی ایک طویل فہرست ہے جس میں تقریباً ۴۸ مجلدات پر مشتمل کتاب ''سبائیک الذہبان'' ہے جو علم رجال پر مبسوط تالیف ہے۔ '' نصیحتہ الشیعہ'' کا جواب انہی مولانا ناصر حسین صاحب نے لکھا تھا مگر اسے ''نصیحتہ الشیعہ'' کی علمی ہیبت کہیے یا کوئی اور مصلحت کہ مولانا ناصر حسین صاحب ناصر الملۃ نے اس پر اپنا نام نہ آنے دیا، اگرچہ تاڑنے والے انہی دنوں جان گئے تھے کہ چلمن کے پیچھے بیٹھے صاحب کون ہیں؟ امام اہل سنت علامہ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ نے ''نصیحتہ الشیعہ'' جب اپنے اہتمام سے شائع فرمائی تو حاشیہ میں لکھا کہ

> ''روشنی، حسب مقولہ'' برعکس نہند نام زنگی کافور'' اس کتاب کا نام ہے جو کسی مجیب نے جس کا نام پردہ راز میں رکھا گیا تھا، شائع کی تھی، اس میں ''نصیحتہ الشیعہ'' کا ناکام جواب دینے کی کوشش کی گئی۔ آخر پتہ چل گیا کہ یہ جواب شیعوں کے قبلہ اور صدرُ المحققین، شمس العلماء مولوی ناصر حسین مجتہد کی دماغ سوزی کا نتیجہ ہے۔'' (صفحہ نمبر۳، حاشیہ)

قارئین کرام! اس وقت ''روشنی'' کی فائل ہمارے سامنے موجود ہے، چونکہ اس کا ''نصیحۃ الشیعہ'' سے موازنہ یا اس کی علمی حیثیت فی الحال ہمارا یہاں موضوع نہیں ہے، یہاں اتنا بتانا مقصود ہے کہ برصغیر کے جس معروف شیعی خاندان کے ایک عالم نے اپنی جوابی نگارشات پہ اپنا نام درج کرنا بھی گوارا نہ کیا، اس کی علمی حیثیت تو خود بخود متعین ہوگئی اور اب تک بہت کم امامی علماء جانتے ہیں کہ یہ ''روشنی'' مولانا ناصر حسین صاحب کی پھیلائی ہوئی ہے، جس روشنی نے امامی مکتبِ فکر کو اندھیروں میں سرگرداں کر رکھا ہے۔

''میں ہوں وہی خاص شیعہ''

''روشنی'' کے مضامین کے اختتام پر ناصر الملۃ مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ اپنا نام یوں لکھا کرتے تھے ''راقم میں ہوں وہی خاص شیعہ''، گویا یہ آپ کا قلمی اسم شریف تھا۔ آپ نے دو سرمایہ داروں کو ''نصیحۃ الشیعہ'' کا جواب لکھنے کے لیے مالی تعاون کے لیے قائل کیا تھا، ایک کا نام مرزا محمد شمس الدین حیدر اور دوسرے کا خان بہادر نواب حاجی مرزا شجاعت علی بیگ قزلباش تھا، جنہوں نے عالی ہمتی سے پچاس، پچاس روپیہ بنظرِ امداد پیش کیا تھا، اور یہ اس زمانہ کے لحاظ سے ایک خطیر رقم تھی، ان دو کے علاوہ بھی بے شمار روساء شیعہ سے امداد لی جاتی رہی، جن کے ناموں کی فہرست قبلہ موصوف ماہ بماہ درج کر دیتے تھے، ادھر ''نصیحۃ الشیعہ'' کے ابھی تین حصے مکمل ہوئے تھے کہ مصنف کتاب، مولانا احتشام الدین مراد آبادی کا وقت اجل آ گیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگئے۔ اپریل ۱۹۰۰ء تک کے سات ''روشنی'' کے شماروں میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ نصیحۃ الشیعہ کے پہلے دو حصوں کے جوابات مکمل ہوگئے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے گذشتہ سطور میں لکھا کہ اس جواب میں مولانا ناصر حسین صاحب کسی ایک بات یا موقف ونظریہ پر ٹکتے نظر نہیں آتے اور ان کے قلم کی حواس باختگی سطر بہ سطر نئے نمونے پیش کرتی نظر آتی ہے، مثال کے طور پر فدک کی بحث میں شیعہ علماء اپنی جان چھڑانے کے لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ آیت ''فَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّہٗ'' باغ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دینے کا حکم فرما دیا تھا، اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا احتشام الدین رحمہ اللہ نے لکھا۔

''اللہ کی طرف سے اگر ایسے اہتمام کے ساتھ عطیہ ہوتا تو اللہ کی سخاوت میں کیا کمی تھی؟

سلطنت سلیمان کی بھی کوئی حقیقت نہ تھی مگر تعجب تو یہ ہے کہ جبرئیلؑ جس عطیہ کی سند لے کر آئے وہ تھوڑی سی بے حقیقت زمین تھی۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ بھی جناب سیدہ کو نصیب نہ ہوئی اور اس کے مانعین کی فہرست میں جناب امیر (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا نام بھی درج رہا۔

حضرات شیعہ نے یہ بھی تو خیال نہ کیا کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک مدینہ میں ملا تھا، پھر یہ جوڑ کیونکر صحیح ہوگا؟'' (نصیحتہ الشیعہ صفحہ نمبر ۴۵۳، حصہ دوم، مطبوعہ مکتبہ صدیقیہ ملتان)

اس کے جواب میں مولانا ناصر حسین صاحب قبلہ ناصر الملت نے طول طولانی وضعی داستانیں لکھیں، جن میں تحقیق یا علمیت نام کی کوئی چیز تو نہ تھی، البتہ فنونِ لطیفہ سے متعلقہ چند ذائقے موجود پائے گئے۔ ان کے جواب کی تلخیص کچھ یوں ہے۔

① ''مصنف (نصیحتہ الشیعہ) نے اس پُرانے ڈھکوسلے کے ظاہر کرنے میں بھی کمی نہیں کی کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک مدینہ میں ملا تھا، پھر یہ جوڑ کیونکر صحیح ہوگا، اس بات پر درمیان علماء شیعہ اور سُنی کے پہلے بھی بحثیں ہو چکی ہیں۔ یہ امر محقق ہے کہ قرآن موجود از روئے آیات اور از روئے سُور بہ ترتیبِ نزول نہیں ہے اور نہ ہر آیت کی نسبت یوں لکھا ہے کہ کس وقت اور کہاں نازل ہوئی؟ یہ بات تو حضرت علیؑ کو ہی معلوم تھی اور اُن کا جمع کیا ہوا قرآن لیا نہیں گیا تو ایسی حالت میں کس طرح اطمینان ہوسکتا ہے کہ کون سی آیت مکی ہے اور کون سی مدنی؟

② مصنف مخاطب اس آیت زیرِ بحث کو جو مکی قرار دیتے ہیں، تو یہ بیان اُن کا غیر محقق اور غیر قابل اطمینان ہے۔ البتہ یہ (آیت) سورۂ مکی میں ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سورۂ مکی میں مدنی آیتیں بھی ہیں۔

③ اب میں تازہ تحقیق لکھتا ہوں کہ آیت زیرِ بحث قطعی مکی ہے۔ فدک پیغمبر کو زمانہ فتح خیبر [illegible] خالصتاً ملا اور اس پر اسی وقت سے اثر ملکیتِ ذاتی پیغمبر کا پیدا رہا۔ یہ واقعہ ۷ھ کا ہے، بعد اس [illegible] ۸ھ میں فتح مکہ کی ہوئی اور فتح مکہ کے وقت پیغمبر مکہ میں موجود تھے اور کچھ مدت تک پیغمبر مکہ میں [illegible] اور مکہ سے حُنین اور طائف کو فتح کرتے ہوئے مدینہ میں تشریف لائے۔ جب مکہ جو اصل [illegible] مارۃ پیغمبر کا تھا، فتح ہو گیا اور خیبر میں فدک پیغمبر کو جو خاصۃ ملا تھا اس پر حق ملکیت پیغمبر کا مستحکم

اور مضبوط ہوگیا تب بعد فتح مکہ کے مکہ میں یہ آیت "فـاٰت ذالـقـربیٰ حقـه" نازل ہوئی اور یہی موقع اس آیت کے نزول کا تھا اور فاطمہؑ بھی مکہ میں ساتھ نہیں تھیں۔ اس لیے پیغمبر نے، عقل چاہتی ہے کہ تعمیل اس آیت کی مدینہ پہنچنے تک ملتوی رکھی تھی اور جب مدینہ میں پہنچے، تب دوبارہ یہی آیت پھر نازل ہوئی اور پیغمبر نے مدینہ میں فدک فاطمہ کو دے دیا اور چونکہ پہلی مرتبہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی، اس لیے دوبارہ نزول کو بھی اسی آیت کے سورہ مکی میں داخل کر دیا گیا۔" (روشنی، صفحہ نمبر ۱۰۶ تا صفحہ نمبر ۱۰۸، اپریل ۱۹۰۰ء، مطبع اسلام محمدی، چاہ کنکر لکھنؤ)

ارباب بصیرت! "فاٰت ذالقربیٰ حقه" سے شیعہ علماء کا باغ فدک حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ ہونا ثابت کرنا سو فیصد غلط ہے کیونکہ خاص دعوے پر عام دلیل نہیں دی جاتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صیغہ واحد مخاطب سے نبی علیہ السلام کی ذات مراد ہے مگر پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ کے قرابت داروں کیا میں واحد حق دار صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ ہی تھیں؟ قرابت داروں میں بیویاں، داماد، سُسرال، اور دیگر احباء واعزہ شامل نہیں ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ادائیگی حقوق میں صرف چند گز کا باغ فدک ہی آتا ہے کہ جو نبی علیہ السلام نے حضرت سیدہ کے سپرد کر دیا تو آیت کا حکم نافذ العمل ہوگیا، حقیقت یہی ہے کہ فدک کا تعلق مدینہ منورہ سے ہے اور یہ آیت پارہ نمبر ۲۱، سورۃ الروم کی ہے جو ہجرت مدینہ سے چھ سال پہلے نازل ہوئی تھی، یعنی مکی ہے اور کافی پس و پیش کے بعد مولانا ناصر حسین صاحب نے بھی آخر مان لیا کہ "آیت قطعی مکی ہے" تاہم آگے کی سطور لکھتے وقت غالب گمان یہ ہے کہ ناصر الملت پر نیند کا غلبہ ہوگیا تھا اور انہوں نے مخمور دماغ کے ساتھ شکستہ اور متضاد باتوں کا ملغوبہ پیش کر دیا۔ جو لفظ لفظ سے عیاں ہے۔ ان کی تضاد بیانی کا عالم یہ ہے کہ کبھی کہتے ہیں جب حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن قبول ہی نہیں کیا گیا تو کیسے تسلیم کر لیں کہ کونسا حصہ مکی ہے اور کونسا مدنی؟ کبھی کہتے ہیں مکی سورتوں میں مدنی آیات بھی تو موجود ہیں، سو "فاٰتِ ذالقربیٰ حقه" کے چند کلمات مدنی ہیں (چونکہ ان سے ہم نے مطلب نکالنا ہے) اور بقیہ پورا حصہ مکی ہے (کیونکہ اس سے ہمیں کچھ لینا دینا نہیں) اور کبھی کہتے ہیں کہ آیت تو قطعی مکی ہے، تاہم مدینہ جا کر یہ دوبارہ

اتر آئی تھی، سو مدنی ہوگئی اور چونکہ پہلے مکی تھی لہٰذا اب دوبارہ نزول کے بعد اس کو جوں کا توں مکی سورہ میں رکھا گیا۔ یہی حال ہے اس پورے جواب کا جو ''روشنی'' کے نام سے مولانا ناصر حسین صاحب نے پردہ غیبت میں بیٹھ کر لکھا تھا اور بزعم خویش ''نصیحۃ الشیعہ'' کا جواب قلمبند فرمایا تھا۔
آج ہمارے مخاطب موصوف باچھیں ٹیڑھی کر کے بانداز تمسخر و استہزاء علماء اہل سنت کی تحقیقات کو پایۂ اعتبار سے ساقط کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، مگر اُن کے بھولے بھالے طلبہ نہیں جانتے کہ برصغیر میں مولانا مفتی قلی خان صاحب (شیعہ عالم) کے پورے خاندان کو ہمارے صرف ایک عالم علامہ حیدر علی فیض آبادی نے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا، رہی سہی کسر مولانا احتشام الدین مراد آبادی نے نکال دی اور آخر میں امام اہل سنت علامہ عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ نے خاندان کنتوری کو دن میں تارے دکھا دیئے تھے، لہٰذا اب محض تالیاں پیٹنے سے گئی عزت واپس نہیں آسکتی، یہ شعور کا زمانہ ہے، اور صرف دلائل سے تبادلہ خیالات کر کے ہی خود کو مہذب قوم منوایا جاسکتا ہے۔

مولانا ناصر حسین مجتہد کا آخری پیغام

اب ہم اس تابوت میں آخری کیل ٹھونکتے ہیں کہ قبلہ مولانا ناصر حسین صاحب ناصر الملت نے یہ جوابی سلسلہ اپنے کس اعلان پر بند کیا تھا؟ اور اس اعلان سے ہی کیسے بھانڈا بیچ چوراہے پھوٹ گیا تھا کہ لکھنے والے مولانا موصوف خود ہی ہیں جو اب تک پس پردۂ تقیہ مستور تھے، یہ اعلان دلچسپ ہے، لائق عبرت ہے اور اعترافِ شکست بھی، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور کتاب ''نصیحۃ الشیعہ'' کے مقامِ علم وادب کو داد دیں۔ (جاری ہے)

دعائے صحت کی اپیل

ہمارے بزرگ وتحریک خدام اہل سنت والجماعت کے پرانے اور مخلص خادم جناب صوفی محمد شریف صاحب مدظلہ (کلورکوٹ بھکر) شدید علیل ہیں حق تعالیٰ ان کو صحتِ کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے، قارئین سے بھی دعا کی درخواست ہے (ادارہ)

[کنزِ مدفون] ترتیب واملاء وحواشی: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

مکاتیبِ قائد اہل سنت

بنام

مولانا محمد یعقوب الحسینیؒ (ہرنولی، میانوالی)

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر وتوبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین ومریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسبِ ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شاملِ اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

(۲۱۶) بخدمت جناب برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ

① عنایت نامہ کاشف حالات ہوا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ آج کل تو مروجہ سیاست کے فتنے نے بڑے بڑوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور جو کچھ ہورہا ہے یہ العیاذ باللہ نظام مصطفیٰ اور نفاذِ شریعت کے نام پر ہورہا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ قومی اتحاد کے سب علماء غیر مخلص ہیں اور صرف اقتدار کے طالب ہیں لیکن جو طریق کار چل رہا ہے اس سے دین وشریعت کو بڑا نقصان پہنچ رہا ہے عوام عموماً پارٹی بازی میں مبتلا ہیں اپنی پارٹی جو کہے یا جو کرے اس کو اسلام قرار دے دیا جاتا ہے زیادہ تعجب اور افسوس تو خواتین کے ان جلوسوں پر ہوتا ہے جو ملک گیر ہیں، مودودی جماعت کے لوگ اپنے رسائل واخبارات میں جلوسوں کو اس طرح اچھال رہے ہیں گویا کہ یہ تحریک اسلامی کا ایک خاصہ حصہ ہے اور افادیت دین ان پر موقوف ہے...... استغفر اللہ۔ بیگم مودودی کی قیادت میں

خواتین کے جلوسوں کے فوٹو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں اور مودودی جماعت کے رسائل، افریقہ و ایشیا میں بھی اشاعت ہو رہی ہے اور علیحدہ خواتین کے اجلاس میں بھی بیگم مودودی وغیرہا بیگمات کے فوٹو بھی بڑے فخر کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔ مودودیت کو تو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ بے نقاب کر دیا ہے یہ اتمام حجت ہے تاکہ بعد میں کوئی عذر نہ پیش کر سکے لیکن تاریخی حادثہ تو یہ ہے کہ علماء کرام بھی اس میں شامل ہیں۔ کئی مقامات پر علما کرام کی بیگمات بھی جلوسوں کی قیادت کر چکی ہیں، آج تک سوائے ایک کے کسی عالم کا بیان ان جلوسوں کی تردید میں معلوم نہیں ہوا فرنگی ملحد اور اشتراکی اور سوشلسٹ آزادی نسواں کا جو پروگرام رکھتے تھے قومی اتحاد نے ان کے تصور سے زیادہ ان کو دے دیا ہے۔ واللہ الھادی۔

② آپ نے بندہ کے خطوط کی اشاعت کے بارہ میں اپنی رائے ظاہر کی ہے لیکن یہ ہر پہلو سے غیر پسندیدہ ہے بندہ سنی مذہب کی تبلیغ وتحفظ کے لیے جو کچھ تالیف وتصنیف کرتا ہے اس میں سنی تحریک کے مقاصد ولوازم میں سے بہت کچھ آجاتا ہے مکاتیب ایسی علمی وعملی شخصیتوں کے شائع کیے جاتے ہیں جو ملت کے لیے ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا کوئی امتیازی مقام ہوتا ہے۔ بندہ حقیقتاً علم وعمل میں ناکارہ ہے۔ بس خادم اہل سنت ہی بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

③ جامعہ اشرفیہ میں دورہ حدیث کے لیے داخلہ کی کوشش کریں میرا تو وہاں کوئی خصوصی تعلق نہیں ہے قاری شیر محمد صاحب سے کہہ دیں تو وہ ان شاء اللہ پوری کوشش کریں گے اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

④ مولوی محمد یعقوب جالندھری کے دو تین خط آئے ہیں جن میں باصرار معافی کے خواستگار ہوئے اور اصلاح کا تعلق پھر بندہ کے ساتھ ہی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بیعت تو انہوں نے خود ہی توڑ دی تھی میں نے معذت پیش کی لیکن ان کا یہی اصرار ہے اس لیے میں نے منظور کر لیا ہے لیکن فی الحال نہیں بعد میں خط وکتابت کے ذریعے ان کی اصلاح کے لیے ان کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ موجودہ مقام کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جائیں اور کچھ عرصہ تبلیغ وتدریس چھوڑ دیں کیونکہ اس سے انانیت وکبر کا مرض پیدا ہوتا ہے اور ان میں اس مرض کا غلبہ ہے ان کی طبیعت بھی عجیب واقع ہوئی

ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ہم سب کو امراض نفسانیہ سے نجات عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

⑤ رسالہ الھدیٰ کے سلسلہ میں کوشش کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ اس کی بڑی ضرورت ہے، حافظ ولایت نوجوان ہے اور اس عمر میں اصلاح تو کسی کی ہی ہوتی ہے، بندہ نااہل بھی ہے اور فراغت بھی نہیں ملتی، ملنے جلنے کی......

اپنے عزیز کو آپ مجوزہ مدرسہ میں نہ پڑھائیں، خواہ استاد کیسا ہی ہو، ادارہ کے ایک واضح مسلک کا اثر ضرور آجاتا ہے، آپ دور ہی رہیں تو اپنی تحریک کے لیے مفید ہے، کوئی اور مقام تجویز کر لیں، ابھی چھوٹا ہے اپنے پاس ہی پڑھائیں تو مفید ہوگا، تعلیم النساء کا مدرسہ جلدی نہ کھولیں، کوئی پختہ معلّمہ پہلے تیار کر لیں، گرمیوں میں یہاں پانی کی شدید قلت ہوتی ہے جگہ کی تنگی بھی زیادہ ہے۔ سردیوں میں داخلہ ہو جائے تو مفید ہوگا اور اب تو رمضان المبارک کی تعطیلات بھی قریب آ رہی ہیں، احباب و رفقاء کی خدمت میں سلام عرض کر دیں، اللہ تعالیٰ مذہب اہل سنت والجماعت کی حفاظت فرمائیں اور ہمیں اس مذہب حقہ کی اتباع و حفاظت کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۱۹۔ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ

---

(۲۱۹) بخدمت برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

حافظ غلام حسین صاحب کے خط کے ذریعہ حافظ گل زمان مرحوم کی وفات کی اطلاع ملی ہے، جس پر تعزیت نامہ بھیج دیا تھا، آج اس کے گھر والوں کو بھی بھیج رہا ہوں، الحمد للہ حادثہ کی وجہ سے کوئی گرفت نہیں ہوئی ورنہ ایسے موقع پر بہت کچھ بنا لیتے ہیں، حافظ ولایت صاحب قرآن مجید سنا رہے ہیں ان کو حادثہ کا بتلا دیا تھا بہت افسوس کر رہے تھے یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے گھر بھی خط لکھا ہے یا کہ نہیں...... اللہ تعالیٰ ہر موقع پر اہل سنت والجماعت کو کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال، ۲۴۔ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

(۲۲۰) برادر محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

① عنایت نامہ کاشف حالات ہوا، طالب خیر بخیر ہے، حافظ ولایت صاحب قرآن مجید سنا رہے ہیں...... مولوی محمد یعقوب صاحب جالندھری مستعفی ہو کر تھوہا بہادر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہیں ناقابل اعتماد آدمی ثابت ہوئے ہیں۔

② مدرسہ رجسٹرڈ تو کروالیں لیکن اوقاف سے مالی امداد نہ لیں اس کی اور نوعیت ہے...... ماہنامہ کا نام الھدیٰ تجویز کیا ہے کوشش کریں اللہ تعالیٰ کامیابی عطاء فرمائیں، آمین...... تلاوت قرآن مجید کا رمضان المبارک میں زیادہ ثواب ہے، ذکر اسم ذات کی تعداد بھی حسب حال بڑھا سکتے ہیں، شجرہ مبارکہ بھی ذوق سے پڑھا لیا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ذکر و اطاعت میں ترقی نصیب ہو۔ (آمین)

حضرت شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک والوں (۱) کا مطبوعہ مکتوب گرامی شاید آپ کو نہیں ملا، آپ نے ذکر نہیں کیا، لاہور مولوی فرزند صاحب دوسرے مقامات کے لیے بھی لے آئے تھے ان کے ذریعہ پہنچ جائے گا مزید ضرورت ہوں تو دفتر سے منگوا لیں، ایک کاپی ارسال کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ مدرسہ اور تحریک کو ترقی و استحکام عطاء فرمائے اور اہل سنت والجماعت کو ہر محاذ پر کامیابی نصیب ہو۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ، تمام احباب دوستوں کو سلام

مکتوب گرامی میانوالی شہر میں تقسیم کریں۔ کتابی مدرس اگر پیش نظر ہو تو اطلاع دیں۔

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین

مدنی جامع مسجد چکوال ۲۔ رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

---

(۲۲۱) بخدمت جناب برادرم محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے، آپ کے مدرسہ کے لیے کتابی مدرس کی ضرورت تو ہے لیکن کوئی مفید مدرس جلدی ملتا نہیں، واللہ الموفق

---

(۱) حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ

① اپنے قرآنی طلبہ کا ذہن ایسا بنائیں کہ وہ مخالف مسلک کے مدرسہ میں داخل ہی نہ ہوں اور کسی اپنے مسلک کے مدرسہ میں جائیں۔

② ویگن کے بارہ میں احباب کا تقاضا تو ہے لیکن زیادہ قیمت بھی نہیں دے سکتے، بمشکل ۲۰،۲۵ ہزار تک ہوسکتا ہے اگر کوئی اچھی مل جائے تو اطلاع دیں۔

③ پرچہ کے بارہ میں یہاں کی تصدیق کا ایک پہلو قابل غور ہے یعنی تحریک کی حیثیت سے اس تعلق کی وجہ سے اس میں رکاوٹ ہی نہ پڑ جائے اور مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہاں کہاں تک کتابیں پڑھی ہیں اگر مولانا غلام یحییٰ سے بھی آپ نے پڑھا ہے تو وہ کوئی تحریر دے دیں گے۔

④ جو بزرگ دورہ حدیث اپنے مقامات خاصہ میں پڑھنے کے متمنی ہیں آپ اس پہلو کو اب تک نظر انداز کر رہے ہیں، اگر لوگ ان سے اس جماعت کے بارہ میں پوچھیں گے جو آپ کی وہاں مقابل ہے تو وہ تعریف ہی کریں گے تو پھر آپ کا کیا بتائیں گے؟ خدا جانے آپ نے اب تک یہ بات کیوں نہیں سمجھی، پھر لوگ ان کی بات کو ترجیح دیں گے یا آپ کی رائے کو کوئی اہمیت دیں گے؟ ہاں اگر ان کے اپنے وطن میں ہوجائے تو اور بات ہے لیکن یہاں کا قیام آپ کے لیے مشکل ہوگا، آپ خیرالمدارس کا امتحان دے سکیں تو سند حاصل کر لیں گے، اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو کامیابی نصیب فرمائے۔ آمین۔ میری کتاب علمی محاسبہ اور سنی کیلنڈر چھپ کر آ گئے ہیں۔

احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر، مظہر حسین غفرلہ

۲۹۔ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

---

(۲۲۲) برادرم محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ..... السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

① آپ کا مکتوب بالواسطہ ملا، طالب خیر بخیر ہے، صوبائی سیٹ پر آزاد امیدوار جو شیعہ امیدوار کے مقابلہ میں ہے انہوں نے جو تحریر لکھ دی ہے اس بنا پر آپ اس کی امداد کر سکتے ہیں، اللہ

تعالیٰ کامیابی عطاء فرمائے (آمین)

④ قومی سیٹ کے امیدوار کے متعلق انشراح صدر نہیں ہے کہ وہ جس پارٹی کی طرف سے ہیں ہم بحیثیت پارٹی اس کے خلاف ہیں، یعنی پیپلز پارٹی نے ہمارے مسلک حق کو روافض کی خاطر بڑا نقصان پہنچایا ہے کلمہ اسلام کی تبدیلی اور شیعہ نفاذ دینیات وغیرہ بھٹو راج میں ہی ہوا ہے اس لیے اس بارہ میں ہمیں بہت ہی احتیاط چاہیے، امیدوار کو یہاں تو بالکل نہ لائیں اور آپ استخارہ بھی کر لیں، تحریر لینے میں بھی توقف کریں کیونکہ آپ پھر پابند ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ اہل سنت کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے اور شیعیت و مودودیت سے ملک وملت کو بچائیں (آمین)

احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت والجماعت مظہر حسین غفرلہٗ

مدنی جامع مسجد چکوال　۳۔ ربیع الاول ۱۳۹۷ھ

اللہ کی شکایت اور اللہ پر غصہ و ناراض ہونے والا شخص اور اپنے دین کو تباہ کرنے والا شخص

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① کہ جو شخص تنگی معاش و تنگ دستی کی شکایت کرتا ہوا صبح کو اُٹھتا ہے گویا کہ وہ اپنے رب کا شکوہ و شکایت کرتا ہے۔

② جو شخص دنیاوی امور میں پریشان رہ کر ان پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے صبح کرتا ہے گویا کہ وہ اپنے اللہ پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔

③ جو شخص کسی مالدار کے سامنے اس کی دولت و ثروت کی وجہ سے عجز و انکساری کا اظہار کرتا ہے تو اس کا تہائی دین جاتا رہا۔ (اقوال زریں)

کتاب شناسی

تشنگانِ علم و ادب کے لیے تازہ ہوا کا جھونکا

ماہ نامہ الفرقان کا شاہ ولی اللہ نمبر

۸۰، سال کے بعد عکسی اشاعت، انجمن خدام الاسلام لاہور کا سنہرا کارنامہ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

ہمارے بزرگوں میں سے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ ایک مُنفرد طبیعت، جدا اسلوبِ تحریر اور خدماتِ دینیہ وعلمیہ کے حوالہ سے ممتاز کردار کی حامل شخصیت تھے۔ یہ دنیا آب وگل ہر انسان کے لیے غموم وفکر کی ایک آماجگاہ ہے مگر کچھ بندگانِ خدا ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو حالات کے طوفانوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے بہر حال و بہر صورت دین اسلام کا چراغ روشن رکھتے ہیں۔ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ربط مضامین، عبارات کا تسلسل، ادب وانشاء کے قواعد کی کافی حد تک پابندی، تحقیقی مواد کی فراہمی، جذبات میں اعتدال اور بے نظیر ٹھہراؤ نیز حُسنِ تقویٰ وللّٰہیت اس پہ مستزاد، ان جیسی صفات نے ان کو متحدہ برصغیر کی اُن چندگنی چنی شخصیات میں لاکھڑا کیا کہ جن پہ تاریخ رشک کرتی ہے۔

فطری طور پہ ہمیں مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ سے اس لیے بھی اُنس ہے کہ قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی، اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کی علمی، روحانی اور اصلاحی نسبت کا عالم اسباب میں ذریعہ مولانا محمد منظور نعمانی ہی کی ذات بنی تھی اور اس کی سبیل سلانوالی، سرگودھا کا وہ تاریخی مباحثہ ہے جو مذہبی حلقوں میں ایک یادگار کے طور پہ آج بھی دہرایا جاتا ہے، اس کی مکمل تفصیل کاتب السطور نے اپنی مطبوعہ تصنیف ”ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر، احوال و آثار“ میں قلمبند کی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ۱۹۳۶ء میں علماء اہل سنت کی دو جماعتوں کے مابین ایک علمی

موضوع نے تقریر وتحریر سے بڑھ کر مناظرے تک نوبت پہنچادی تھی۔ ایک فریق نے اپنا مناظر مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کو منتخب کیا اور دوسرے فریق کی جانب سے مولانا حشمت علی خان صاحب رضوی مقرر ہوئے۔ مولانا حشمت علی خان صاحب مزاج کے اعتبار سے متشدد اور سخت گیر طبیعت کے مالک تھے، جب کہ مولانا محمد منظور نعمانی بُردباری وتحمل مزاجی کا کوہ گراں تھے۔ مولانا قاضی شمس الدین صاحب درویش (ہری پور) کا بیان ہے کہ میں اس مناظرہ میں موجود تھا، اسٹیج پر مولانا خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ، مولانا ظہور احمد بگوی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحنان رحمہ اللہ موجود تھے۔ مولانا حشمت علی خان صاحب کے ہمراہ بطور صدر مناظر مولانا کرم الدین دبیرؒ تھے۔ مولانا قاضی شمس الدین درویش رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ دورانِ گفتگو جب کبھی مولانا حشمت علی خان خلافِ تہذیب بات کہتے تو خواجہ قمرالدین سیالویؒ، مولانا ظہور احمد بگویؒ کے کان میں کہتے ''ویکھ کھاں کیا چَبَل مریندا پیا اے'' یعنی دیکھو کتنی احمقانہ گفتگو کر رہے ہیں۔ (فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۵۳۶، مطبوعہ کراچی)

اس مباحثہ کے بعد واپس جا کر مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اپنے ماہانہ رسالہ ''الفرقان'' میں حضرت مولانا حسین علیؒ واں بھچرویؒ پہ ایک مضمون لکھا تھا جس میں لکھا کہ حضرت لاہوریؒ کے مرکز شیرانوالہ گیٹ لاہور میرا جانا ہوا تو مولانا حسین علی واں بھچرویؒ بار بار میرا ہاتھ پکڑ کے چُومتے تھے اور فرماتے تھے کہ مباحثہ سلانوالی میں آپ کی متانت وسنجیدگی نے مجھے بہت متاثر کیا، اس مناظرہ کے بعد جب ابوالفضل مولانا قاضی محمد کرم الدین دبیر رحمہ اللہ واپس گھر آئے تو اس سے اگلے سال حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ نے دورۂ حدیث شریف میں داخلہ لینا تھا، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے تبحر علمی کی دھاک مولانا کرم الدین دبیر رحمہ اللہ پر اس قدر بیٹھ چکی تھی، اور وہ ان کی شخصیت سے کچھ ایسے متاثر ہو چکے تھے کہ بار بار مولانا نعمانی رحمہ اللہ کا ذکرِ خیر فرماتے اور پھر دارالعلوم دیوبند داخلہ لینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

مبیں حقیر گدایانِ قوم را کایں قوم
شہانِ بے کمرو خسروانِ بے کلہ اند

ترجمہ: قوم کے ان درویشوں کو حقارت سے مت دیکھو کہ یہ بغیر پٹکے کے بادشاہ اور بغیر تاج کے سلطان ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ؒ نے جہاں تقاریر و مناظرہ اور تصانیف کے ذرائع سے اپنی قابلیت کے جوہر دکھائے وہاں آپ نے ''الفرقان'' نام سے ایک ماہانہ رسالہ بھی جاری فرمایا تھا اور ایک زمانہ میں ''الفرقان'' فرقہائے باطلہ کے لاؤ لشکر اور طبل و حشم کا بڑی جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ ماہنامہ ''الفرقان'' کی کچھ خاص اشاعتیں اس قدر مقبول ہوئیں کہ تحقیقی حلقوں میں انہیں مصادر مآخذ کا درجہ مل گیا، انہی میں سے ایک ''حضرت شاہ ولی اللہ نمبر'' بھی ہے جو پہلی مرتبہ فروری ۱۹۴۱ بمطابق ماہ محرم الحرام ۱۳۶۰ھ میں اور اس کے متصلاً بعد ماہ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ میں دوسری بار شائع ہوا تھا۔ ہندوستان کے طول و عرض میں محض چند ماہ کے اندر اندر اس کی بازگشت کا سنائی دینا اور چپے چپے سے اس کی مانگ کا برابر بڑھنا قبولیت و مقبولیت کی واضح دلیل تھی، خصوصاً اس زمانہ میں جب کہ تشہیر و تعارف کے وہ ذرائع نہیں تھے جو آج میسر ہیں۔ الفرقان کی یہ خصوصی اشاعت خاندان حضرت شاہ ولی اللہ ؒ کی کرامت کا جیتا جاگتا ثبوت تو تھا ہی، مولانا محمد منظور نعمانی ؒ کی انتھک محنت، بے سروسامانی کے عالم میں حالات کے جھیل جھانکڑوں سے ٹکرانے کی بولتی روداد اور اخلاص و استقامت کا کرشمہ بھی تھا۔ حضرت مولانا نعمانی ؒ ابتداء میں اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''خاص نمبر'' نکالنے کی رسم اگرچہ فی زمانا ایک متبذل اور بے مقصد رسم بن چکی ہے اور اب عموماً ادائیگی رسم کے علاوہ اگر اس کا کوئی مقصد ہوتا ہے تو بس یہی کہ ''صحافت'' کی دکان کو چند نئے قمقموں اور جاذب نظر تصویروں سے سجا کر تجارت کو فروغ دیا جائے اور کوئی شک نہیں کہ اُن حضرات کا یہ مقصد بڑی حد تک پورا بھی ہوجاتا ہے، مجھے معلوم ہے اور ہر واقف کار کو معلوم ہوگا کہ جن مشہور رسائل کے خاص نمبر اور ''سالنامے'' اچھی شان اور آن بان سے نکلتے ہیں، ان کے تمام مصارف صرف اشتہاروں کی اجرت سے پورے ہوجاتے ہیں اور جو قیمت اپنے خریداروں سے ان کو وصول ہوتی ہے وہ اُن کا خالص نفع ہوجاتا ہے، لیکن یہاں کا حال اس بارہ میں جو کچھ ہے اُس کا اندازہ اس نمبر کی ضخامت، کتابت، طباعت اور کاغذ کی نوعیت کو دیکھ کر آپ خود بھی فرما سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ کو آج کل کے ہوش اڑا دینے

والے نرخوں کا پتہ ہو، ہاں بے شک ایک خاص فائدہ اس نمبر کے پہلے ہی ایڈیشن کی اشاعت سے ہم کو یہ ضرور حاصل ہوا کہ اس نمبر کی برکت اور اس کے طفیل میں ہماری دعوت کا حلقہ اس سال کافی وسیع ہوگیا اور ''الفرقان'' کے ناظرین کی تعداد میں ایک معقول اور ان شاء اللہ مستقل اضافہ اس نمبر نے کردیا'' (صفحہ نمبر ۱۵)

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی آج سے اُسی (۸۰) سال پہلے کے حالات کے تناظر میں رسائل و جرائد کے خاص نمبروں کی اُس وباء پہ اپنی کُڑھن ظاہر فرما رہے تھے کہ جن میں مفادات عامہ کا لحاظ کم اور ذاتی مفادات کا جذبہ زیادہ ہوتا تھا، اگر آج کے حالات عالم برزخ میں ان پہ منکشف ہوجائیں تو ان کی طبیعت پہ کیا بیتے گی؟ اس پہ خامہ فرسائی کی حاجت نہیں ہے۔ بے مقصد اور غیر معیاری نیز علم و فن سے محروم اور اجنبی و غیر معروف شخصیات پہ نمبرز نکالنے کی اس وباء سے جہاں روپے پیسے کا ضیاع ہو رہا ہے، وہاں قیمتی اوقات اور ناظرین و قارئین کی صلاحیتیں بھی سلب ہو رہی ہیں حالانکہ یہی خصوصی اشاعتیں اگر سوچ سمجھ کر کار آمد اور باکمال لوگوں پر نکالی جائیں تو ان کی خدمات اجاگر کرنے سے نسلوں کو کتنا کچھ فائدہ ہوگا، یہ محتاج بیان نہیں ہے۔ خود سوچئے کہ اگر ملک بھر کے درجن بھر مقتدر اداروں سے نکلنے والے رسائل پانچ سال بعد کسی ایک شخصیت پہ خصوصی اشاعت نکالنے کا اعلان کردیں، ذی استعداد مقالہ نگاروں سے مضامین لکھنے کی اپیل کردیں اور اس کے عوض ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے جذبہ سے محض ''پروانہ جنت'' کی بجائے معقول خدمت کردی جائے اور بعض اہل علم کو فکر معاش سے آزاد کردیا جائے تو اپنے اسلاف کے تذکار کتنی خوبصورتی اور شوخ رنگوں کے ساتھ جلوہ گر ہوسکیں گے؟ افسوس کہ آج وسائل کی کمی نہیں، عقل کی کمی ہے اور مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ جس زمانے کا رونا رو رہے تھے اس زمانہ میں روپے پیسے کی قلت تھی، آمد و رفت کے اسباب نہایت پُر مشقت و ناگفتہ بہ تھے۔ مگر ذی استعداد و معقول کیسے کیسے لوگ تھے، اور ان کی بصیرت افروز تحریریں مستقبل کے دفینوں میں دبے ہوئے حالات کو کیسے بھانپ رہی تھیں؟ اس کا نظارہ کرنے کے لیے آپ ''الفرقان'' کے اس خاص نمبر کا مطالعہ فرمائیں۔ بطور نمونہ مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی ان سطور کو پڑھیے، کہ جب ۱۹۴۱ء میں تقسیم برصغیر نوشتہ دیوار بن چکی

تھی اور تقسیم کے حوالہ سے مختلف تجزیوں، تبصروں، تذکروں اور آراء وخیالات کے بے ہنگم شور میں کچھ کم ہی سجھائی دے رہا تھا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی مندرجہ سطور ٹھنڈے دماغ کے ساتھ پڑھیے۔

''تقسیم سے ہماری مرض کا علاج ہوسکتا ہے؟ مجھے ان لوگوں سے عرض کرنا ہے جو اسی مسئلہ رزق کے حل کی یہ صورت نکال کر مطمئن ہونا چاہتے ہیں کہ ہم ملک کا کوئی گوشہ اپنے لیے الگ کرکے آباد ہوجاتے ہیں کامیاب ہوجائیں گے تو پھر روز روز کی کھٹ کھٹ سے نجات مل جائے گی، اول تو جنگ وجدال اور باہمی نزاع وفساد کے لیے صرف ہندو مسلمان کی تفریق کی ضرورت نہیں، چاہنے والے اگر چاہیں گے تو شیعہ وسنی کے مسئلہ میں بھی اسی قدر زہر بھر سکتے ہیں بلکہ میں تو آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ خالص حنفی سنی مسلمانوں میں بھی اس سے زیادہ خونریزیاں اور بربادیاں محض ایک لفظ ''وہابی وغیر وہابی'' یا ''دیوبندی و بریلوی'' یا ازیں قبیل دوسری تقسیموں سے پھیلائی جاسکتی ہیں پھر جن لوگوں نے مرض کا یہ علاج تجویز کیا ہے، میں اگر ان کے متعلق یہ باور کرتا ہوں کہ ان کی نظریں دور نہیں پہنچی ہے، تو کیا غلط سمجھ رہا ہوں؟ اور بالفرض مسلمانوں کے بانٹنے یا بٹوانے میں بانٹنے والی قوتوں کو کسی وجہ سے کامیابی نہ بھی ہو، لیکن جس کا نصب العین آج ہی نہیں بلکہ آج سے صدیوں پہلے یہ تھا کہ ''می خواہند کہ مالک تمام روئے زمیں شوند'' چاہتے ہیں کہ تمام روئے زمین کے مالک ہوجائیں، آخر ان سے ہم کہاں تک بھاگ بھاگ کر پناہ لیں گے؟ آپ ہندوستان ہی کے متعلق سوچ رہے ہیں کہ اس ملک کے کسی علاقہ میں ہمیں چین نصیب ہوسکتا ہے، اگر ان سے بالکل الگ ہوجائیں لیکن ہندوستان تو بقول ان کے ''ہندو استھان'' ہے۔ جو ہندو استھان نہیں ہے، وہ بھی ان کے ''می خواہند'' میں داخل ہے۔ تو آخر صرف جدائیگی اور بٹوارہ کو جو ہر مرض کی دوا خیال کیا جارہا ہے، کہاں تک صحیح ہوسکتا ہے؟ زندگی اور حیات کے قدرتی قانونوں سے محروم ہونے کے بعد محض لاشوں کے چہروں پر غازے ملنے سے کسی کو زندہ خیال نہیں کیا گیا ہے اور نہ ان سے زندگی آثار نمایاں ہوسکتے ہیں۔ ہمارے پاس ہماری کتاب میں ہمارے پیشوا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں جینے کے جو اصول بتائے گئے ہیں، ان سے کٹ کر جو باوجود ادعاء اسلام کے اپنی خود تراشیدہ تدبیروں کے ذریعے سے جینا چاہتے ہیں، میں نہیں

سمجھتا کہ وہ اپنے کو کس طرح زندہ رکھ سکتے ہیں" (صفحہ نمبر ۱۳۳)

قارئین میں سے بھی چونکہ مختلف الخیال لوگ ہیں، اس لیے آپ مولانا مناظر احسن گیلانی ﷫ کی اس بات سے ادب و تہذیب کے دائرہ میں رہ کر اختلاف کریں، لیکن انہوں نے آج سے ۸۰ برس پہلے جن نتائج اور حالات کا اپنی بصیرت کے بل بوتے پر خدشہ ظاہر کیا تھا کیا آج امت مسلمہ اُن نتائج کو بھگت نہیں رہی؟ کیا آج انہی حالات کے سمندری طوفان میں بغیر ناخدا مسلمانوں کی کشتی سلامتی ساحل سے دور ہچکولے نہیں کھا رہی؟ اگر ہمارا جواب ''ہاں'' میں ہے تو پھر کردار حضرت شاہ ولی اللہ کی روشنی میں ایسے مزید انکشافات کا مطالعہ کرنے کے لیے ''الفرقان'' کا یہ خصوصی نمبر ضرور پڑھیے، اور اگر اب بھی ہم جوں کے توں بے حس ہو کر ''نہیں نہیں'' کی رٹ لگائیں تو پھر ہم چلتی پھرتی لاشیں ہیں اور لاشوں کو ''الفرقان'' ہی کیا! دنیا کا کوئی نسخہ حیات نہیں بخش سکتا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

شاہ ولی اللہ نمبر کے مضامین نگار

① سب سے پہلا مضمون بطور اداریہ مدیر محترم کا ہے جو ''نگاہِ اوّلیں'' کے عنوان سے اس قدر مدلل، پُر بصیرت اور حکمت و حق سے لبریز ہے کہ اس کا لطف بیان کرنے سے نہیں، خود پڑھنے سے ہی محسوس ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ﷫، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دھلوی اور مولانا عبدالماجد دریابادی کی پُر مغز اور نورانی و بابرکت تقاریظ و تصدیقات بھی شامل ہیں۔ اس اداراتی مضمون میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی ﷫ نے خصوصی اشاعت کی غرض و غایت، مقالہ نگاروں کے مقالات پہ اختصاراً تبصرہ، فراہمیٔ مضامین اور کتابت و طباعت کے جاں گُسل مراحل کی روداد درج فرمائی ہے۔ مولانا سید حسین احمد مدنی ﷫ نے اپنے ارشاد گرامی میں بطور خاص یہ بات لکھی ہے کہ ''الفرقان'' کے ولی اللہ نمبر میں اگرچہ بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر وہ سب کچھ ان کے بحرِ کمالات کا غرفہ یعنی چلّو یا اس سے بھی کم ہے۔"

اسی طرح مولانا عبدالماجد دریابادی نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں یہ قرآن فہمی کا چرچا آج جو کچھ نظر آتا ہے اور یہ اردو، انگریزی اور دوسری زبانوں میں جو بیسیوں ترجمے شائع ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں، یا آئندہ ہوں گے ان کے اجر کا ہر جز و اعظم یقیناً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے حسنات میں لکھا جائے گا۔ یاد رہے کہ مولانا نعمانی رحمہ اللہ کے ادارتی مضمون کے علاوہ ایک دوسرا جامع مقالہ بھی اس نمبر کے آخر میں شامل ہے۔ اب یہاں ہم دیگر مقالہ نگاروں کے نام اور تحریروں کے چند نمونے نذر قارئین کرتے ہیں۔ اس خصوصی اشاعت میں بشمول مولانا نعمانی رحمہ اللہ، تقریباً تیرہ شخصیات کے مضامین شامل ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① مولانا مسعود عالم ندوی: ان کے مضمون کا عنوان ''امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ سے پہلے اسلامی ہند کی دینی حالت اور تدریجی ارتقاء'' ہے۔ جو تقریباً ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ مضمون ہندوستان کے ان حالات سے پردہ اٹھاتا ہے جو امام ولی اللہ دہلوی کی ولادت سے پہلے گذر رہے تھے اور اُن حالات میں ایمان کی جنس پر مال کی افراط اور تفریط کس طرح برابر کی چوٹ لگا رہی تھی اور مسلمانوں کے مذہبی و اخلاقی رجحانات کس قدر پست اور ناقابل بیان ہو چکے تھے، فاضل مضمون نگار لحہ بہ لحہ وہ احوال درج کر کے جب حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی حیات و خدمات کے ساتھ ان کا انسلاک کرتے ہیں تو بہت ہی عجیب اور لطف آمیز نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ مضمون بہت قیمتی اور تحقیقی ہے۔

② دوسرے مقالہ نگار مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ہیں، اور ان کے مضمون کا عنوان ہے ''منصب تجدید کی حقیقت اور تاریخ تجدید میں حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام'' یہ مقالہ کم و بیش ۶۰ صفحات پہ مشتمل ہے۔ مولانا مودودی نے اپنے اس مقالہ میں آئمہ اربعہ کے فقہی و مجددانہ مقام سے تمہید باندھ کر طویل ترین تاریخی موڑوں سے گذرتے ہوئے اس کا اگلا سرا خاندانِ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے ملایا تو ایک رنگ بھر دیا، تاہم مودودی صاحب اپنے اس مربوط و مضبوط اور علمی مضمون کے اندر جہاں حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی کی مجاہدانہ فکر اور عسکری سوچ کے آئینے میں آگے چل کر حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی جہادی ناکامیوں کے اسباب لکھتے ہیں: وہ محل نظر ہیں۔ مثلاً مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ دراصل مسلمانانِ ہند کا دشمن انگریز تھا، مگر

خاندانِ شاہ ولی اللہ نے سکھوں اور مرہٹوں سے جنگ مول لے لی، جو عسکری لحاظ سے ان کا درست فیصلہ نہ تھا اور تمام تر علمی و فقہی کمالات کے باوصف یہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کمزور سیاسی پالیسی تھی۔ ظاہر ہے کہ مودودی صاحب اپنی سوچ سمجھ کے اعتبار سے جو تجزیہ لکھ رہے تھے وہ درست جان کر ہی لکھ رہے تھے۔ مودودی صاحب کا کہنا تھا کہ اگر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اس زمانہ میں اپنے شاگردوں کی ایک ٹیم یورپ بھیج دیتے جو اقوام غیر کی چالاکیوں اور اندازِ حکومت کا جائزہ لیتی اور پھر انہی کی پالیسیوں کو پیش نظر رکھ کر مجاہدین کو میدانِ عمل میں اتارا جاتا تو شاید یہ زیادہ موثر ہوتا۔ مودودی صاحب نے یہ بات ۱۹۴۱ء میں لکھی تھی جب کہ وہ ''ترجمان القرآن'' کے مدیر تھے۔ اس لیے کاتب السطور کا غالب گمان یہ ہے کہ اُنہیں ۱۹۸۰ء تک بخوبی یہ بات سمجھ آ گئی ہوگی کہ ایک لیڈر اپنی قوم کو کس قدر حکمت و مصلحت کے ساتھ لے کر چلتا ہے اور اسے اپنوں بیگانوں، نیز سرکاری و غیر سرکاری اداروں کی اندھا دُھند مداخلت، رکاوٹ اور مسلط کردہ پالیسیوں میں قدم کیسے پھونک پھونک کر رکھنے پڑتے ہیں۔ ساحل کنارے بیٹھ کر دریا میں تیرنے والے کو مشورے دینا تو بہت آسان ہے مگر تیرنے والے یا ڈوبنے والے پر جو بیت رہی ہوتی ہے اس کو فلسفوں، تجزیوں، اور دانشورانہ پھلجڑیوں کے ساتھ سہارا نہیں دیا جاسکتا۔ بہرحال مودودی صاحب کا یہ مقالہ بھی مجموعی اعتبار سے بہت معلوماتی ہے اور اداریہ میں مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے کم و بیش ایک مکمل صفحہ پر اس کی بہت کچھ تعریف و تائید بھی فرمائی ہے۔ تاہم شائقین علم و معلومات اگر مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی کتاب ''مولانا مودودی سے میری رفاقت کی سرگذشت اور اب میرا موقف'' بھی اپنے مطالعہ میں رکھیں تو بہت کچھ فائدہ ہوگا۔ کیونکہ مولانا مودودی صاحب کے ساتھ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کے تعلقات کے تین ادوار ہیں، آپ رحمہ اللہ ان کو یعنی مودودی صاحب کو جہاں اس عہد کی ایک مفکر، علمی اور اسلامی شخصیت مانتے تھے وہاں ان کے بعض افکار کی خطرناکیوں سے بھی غافل نہ تھے، اس لیے ''الفرقان'' کی اس اشاعت میں مولانا مودودی صاحب کے مفصل مقالہ کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ دیگر پہلوؤں پر بھی توجہ رہے تو فائدے سے خالی نہ ہوگا۔

③ تیسرا تفصیلی مضمون مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کا ہے اور بقول حضرت حکیم الامت تھانویؒ، ''مناظر کے تو سارے مناظر ہی احسن ہیں'' ان کے مقالے کا عنوان ہے ''آغوشِ موج کا

ایک دُرتابندہ یا اسلامی ہند کے طوفانی عہد میں خدا کا ایک وفادار بندہ''! یہ مضمون تقریباً ایک سو بتیس صفحات پر پھیلا ہوا ہے، سچ یہ ہے کہ یہی مضمون اس خصوصی اشاعت کی جان ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے تجدیدی کارناموں سے لے کر عالمگیرؒ کے فتنوں بھرے دور تک، پھر سکھ تحریک، مرہٹہ تحریک، ان دونوں تحریکوں میں خاص فرق، ہندوؤں کی سیاسی سرگرمیاں، ہندوستان پہ احمد شاہ ابدالی کا حملہ، ہندی مسلمانوں کا جمود، فتنۂ شعیت کے مخصوص منصوبے، مسلمانوں کی سیاسی شکست کے اسباب، دماغی غلامی کی وجوہات، اور پھر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی عالمگیر سوچ، فکری تطہیر، فقہی تذکیر، سیاسی تدبیر، شاہ صاحبؒ کی خدمات کا محیر العقول اصل راز، شاہ صاحبؒ کی حیات پر حضرات حسنین کریمینؓ کی زندگیوں کا انطباق، شاہ صاحبؒ کے خاندان پر کربلائی مصائب، ولی اللّٰہی فیوض کی وسعت و نوعیت، چاروں صاحبزادوں کی قابل رشک دینی و سیاسی خدمات، غرضیکہ شاہ صاحبؒ کی ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کے ہر پہلو سے روشنی لے کر ''الفرقان'' کے صفحات کو روشن کر دیا ہے۔ کاتب السطور نے بالاستیعاب مطالعہ کرنے کے بعد ایک عجیب بات یہ محسوس کی ہے کہ اگر کسی مضمون نگار کی تحریر میں کوئی بات تاریخی یا علمی لحاظ سے کمزور محسوس ہوتی ہے تو اس کا جواب اور توضیح مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کے مضمون میں موجود ہوتی ہے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ اس مقالہ کے تمام مناظر ہی ''احسن'' ہیں اور یہ مضمون بار بار پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

④ مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا مضمون بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا عنوان ہے ''امام ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف'' اور یہ مضمون تقریباً اسی (۸۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا سندھیؒ چونکہ فلسفہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے بہت بڑے علمبردار اور مناد سمجھتے جاتے ہیں، اس لیے ان کا یہ مضمون حقائق کا ایک انبار سموئے ہوئے ہے۔ اس کے متعلق مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ نے اداریہ میں کم و بیش ڈیڑھ صفحہ پر جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں مولانا سندھیؒ اور مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی ایک طویل ملاقات کی روداد، تبادلۂ خیالات، پیدا شدہ اشکالات کی تشفی اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ شامل ہے۔ مولانا سندھیؒ کا مفصل مضمون اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی اس وضاحتی تحریر کو پڑھ کر تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں جو ''فکر ولی اللّٰہی''

کے نام سے ایک کباڑ خانہ کھلا ہوا ہے وہ تو اُلٹا اُس فکری و سیاسی شعور سے برگشتہ کرنے کی ایک غیر شعوری کوشش ہے، جو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی پہچان یا مولانا سندھی مرحوم کا طرزِ عمل رہا ہے اور ان حضرات نے خود کو ایک مخصوص خول میں بند کر کے اور سبھی کی جدوجہد کی تنقیص کر کے فکر حضرت شاہ ولی اللہ کے ساتھ وہی حشر کر رکھا ہے جو روافض نے آئمہ اہل بیت کے ساتھ روا رکھا ہوا ہے۔

⑤ پانچواں مضمون مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کا ہے، جس کا عنوان ہے ''حضرت شاہ ولی اللہ کا ایک خاص نظریہ'' کم و بیش ۱۰ اصفحات پر مشتمل یہ مضمون علم الاخلاق اور علم المعیشت کے باہمی ربط پہ لکھا گیا اہم مضمون ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد تحریر ہے۔

⑥ چھٹے نمبر پہ مولانا سید سلیمان ندویؒ کا مضمون بعنوان ''ہندوستان میں اسلامی حکومت کے زوال کا سبب شاہ صاحبؒ کی نظر میں'' تین صفحات پر مشتمل سید صاحب کا یہ مضمون ''بقامت کہتر بقیمت بہتر'' کا مصداق ہے۔

⑦ مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمۃ اللہ مدیر ''برہان'' دہلی کا مضمون بھی ''انقلابی یا مجدد؟ کے زیرعنوان ''الفرقان'' کی اس خصوصی اشاعت کی زینت ہے اس میں مولانا موصوف نے تجدد نواز علماء و ادباء کے ساتھ دو دو ہاتھ کرتے ہوئے مروجہ جمہوریت اور ڈکٹیٹریٹ کا اسلامی نظام حیات کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے سنہرے کردار پہ بحث کی خوب کی، فاضل مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ مصلح تھے، انقلابی نہیں! مجدد تھے، متجدد نہیں! کسی بھی قوم میں تبدیلی پیدا کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں (۱) انقلابی (۲) مُصلح۔ مصلح کا طرزِ عمل نہایت محتاط، متوازن و معتدل ہوتا ہے اور وہ افراط، تفریط سے بچا ہوا ہوتا ہے، نیز روحانی و اخلاقی کردار کی بلندیوں پر ہوتا ہے، اس کے برخلاف انقلابی میں یہ صفات نہیں ہوتیں، وغیرہ وغیرہ۔

⑧ آٹھواں مضمون حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندویؒ کا ہے، آپؒ نے ۱۰ صفحات کے اس مضمون میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی تصنیفی خدمات کا ایک محققانہ جائزہ قلمبند کیا ہے۔

⑨ اس کے بعد مولانا محمد اویسؒ ندوی نگرامی کا مضمون بعنوان ''شاہ صاحبؒ کا ایک علمی

ماخذ'' شاملِ اشاعت ہے۔

⑩ مولانا سید ابوالنظر رضوی'' امروہوی کا مضمون ''شاہ ولی اللہ'' اور ان کی بعض علمی خصوصیات'' کے زیرِ عنوان ہے۔

⑪ مولانا محمد یوسف بنوری'' کا نہایت شاندار مضمون'' امام شاہ ولی اللہ اور حنفیت'' کے عنوان سے ہے۔ جو قابلِ مطالعہ ہے اور کئی ایک شبہات کے ازالے کا علمی ہتھیار ہے۔

⑫ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری'' کا مضمون ''شاہ ولی اللہ اور تقلید'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں تقلید شخصی و غیر شخصی، مفہوم تقلید، مذاہب اربعہ میں تقلید شخصی کا انحصار، اور حضرت شاہ صاحب'' کی مستند تحریروں سے مذہب حنفی کے تفوق کو ثابت کیا گیا ہے۔

⑬ آخری مقالہ مدیر محترم مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کا ہے اور اس کا عنوان ہے ''حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور ان کے کام کا مختصر تعارف'' یہ مضمون بہت ہی اہم اور خصوصاً آج کے حنفی علماء کے پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی تحقیق بڑی دلچسپ ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آج کل حنفیوں نے ''حنفیت'' کا جو مفہوم لے رکھا ہے، اس اعتبار سے حضرت شاہ صاحب'' کو حنفی کہنا ایک ''زبردستی'' ہے۔ کیونکہ ''حنفیت'' جس قدر وسعت و گنجائش کا مسلک ہے، آج کل کے حنفیوں نے اپنی متشددانہ رویے سے اس کی ساکھ کو بے حد متاثر کیا ہے۔ اگر ''حنفی'' ہی متشدد ہو جائیں تو پھر ''غیر مقلدین'' کی پہچان کیسے ہوگی؟ کیونکہ یہ سہرا انہی دوستوں کے سر سجتا ہے۔ بہرحال یہ مضمون جہاں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو ''حنفی'' ثابت کرتا ہے وہاں ''حنفیوں'' کو بھی بہت کچھ سوچنے سمجھنے کی دعوتِ فکر دے رہا ہے۔

یاد رہے کہ ماہ نامہ ''الفرقان'' کی خصوصی اشاعتوں میں سے ''حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ'' نمبر بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے اور جون ۱۹۷۴ء میں چھپنے والا ''انتخاب نمبر'' پر مشتمل صفحات ۶۵۵ بھی قابلِ مطالعہ ہے۔ علاوہ ازیں ''شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نمبر'' ایک یادگار اشاعت ہے جو ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل دسمبر ۱۹۸۲ء میں چھپا تھا۔ نیز مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد الفرقان کا کم و بیش ۶۷۰ صفحات پر مشتمل خاص نمبر اگست ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نمبر کی عکسی اشاعت

گذشتہ سے پیوستہ سال یعنی ۲۰۱۷ء میں ماہنامہ ''الفرقان'' کے اس خصوصی نمبر کی عکسی اشاعت کراچی سے مولانا قاری تنویر احمد شریفی کی زیرنگرانی بھی ہوئی تھی۔ مگر وہ اشاعت مکمل طور پہ استفادے کے قابل اس لیے نہ تھی کہ اس کا سائز اصل سے چھوٹا رکھا گیا تھا۔ انجمن خدام الاسلام حنفیہ قادریہ لاہور کے منتظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر صاحب کا بھلا ہو کہ اب انہوں نے اصل سے بھی بڑے سائز یعنی ۲۰×۳۰/۸ پہ اس کی صاف ستھری اشاعت کر کے تشنگانِ علم و ادب کی سیرابی کا سامان کر دیا ہے۔ مولانا موصوف ۲۰۰۷ء سے ہی اس کی اشاعت کے لیے متفکر تھے، اور انہوں نے اس کی کمپوزنگ بھی کروالی تھی، مگر بقول ان کے پروف خوانی کے لیے معقول فرد نہ مل سکنے کی بناء پر انہوں نے عکسی اشاعت کرنے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر کام کا ایک وقت متعین ہوتا ہے اور جب وہ وقت معین آتا ہے تو اسباب خود بخود پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ۴۳۲ صفحات پر مشتمل اس یادگار علمی نمبر کی عکسی پیش کش کو سفید اچھے کاغذ، مضبوط بائینڈنگ اور جاذبِ نظر ٹائیٹل سے مزین کیا گیا ہے۔ اہل علم اس موقع سے جلد از جلد فائدہ اٹھائیں، اور اس قیمتی دستاویز کو سرمہ بصارت و بصیرت بنائیں اور اپنی لائبریریوں کے حُسن میں اضافہ کریں۔ شائقین حصول کتاب کے لیے مندرجہ ذیل فون نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ 0300-9496702

حلال کمانے والے کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص حلال مال کے حصول کی اس نیت سے کوشش کرے کہ

① وہ حرام سوال سے محفوظ رہے۔ ② اور اپنے اہل و عیال کے لیے رزق حاصل کر سکے۔

③ اور اس مال کے ذریعے اپنے ہمسایہ کی مدد کر سکے۔

تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ بدر کامل (چودھویں رات کے چاند) کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور جو شخص تکبر، فخر اور ریاء کے لیے حلال مال جمع کرے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر شدید غصے میں ہوں گے۔ (ذخیرۂ معلومات)

نجومِ ہدایت

کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

نبی کریم ﷺ کی پاک زندگی کو پہچاننے کے لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کی زندگی معیار ہوسکتی ہے۔ کیونکہ یہی وہ مقدس طبقہ ہے جس نے براہِ راست فیضانِ نبوت سے نور حاصل کیا اور اسی پر آفتابِ نبوت کی کرنیں بلا کسی حائل وحجاب کے پڑیں۔ اس لیے قدرتی طور پر جو ایمانی حرارت اور نورانی کیفیت ان میں آسکتی تھی وہ بعد والوں کو میسر آنی طبعاً ناممکن تھی۔ اس لیے قرآنِ حکیم نے من حیث الطبقہ اگر کسی پورے کے پورے طبقہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم ہی کا طبقہ ہے۔ اس نے انہیں مجموعی طور پر رَاضِی مَرضِی اور رَاشِد و مُرشَد فرمایا، ان کے قلوب کو تقویٰ وطہارت سے جانچا پرکھا، بتلایا اور انہیں کے رکوع و سجود کے نورانی آثار کو جو اُن کی پیشانیوں پر بہ طور گواہ نمایاں تھے، ان کی عبودیت اور ہمہ وقت سرنیاز خم کیے رہنے کی شہادت کے طور پر پیش فرمایا۔ اس لیے امت کا یہ اجماعی عقیدہ مسلسل اور متواتر چلا آرہا ہے کہ صحابہ کل کے کل عدول اور متقن ہیں، ان کے قلوب نیات کے کھوٹ سے بَری ہیں اور ان کا اجماع شرعی حجت ہے، جس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اس لیے بہرحال صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے مقدس طبقہ کو بلا جھجک کہا جاسکتا ہے کہ وہ کمالاتِ نبوت کے آئینہ دار اور جمالاتِ رسالت کا مظہر اتم ہے۔ حضور ﷺ کے عاداتِ کریمہ، خصائل حمیدہ، شمائل فاضلہ، اخلاق عظیمہ اور شریعت کے تمام مسائل و دلائل اور حقائق و آداب کا علماً وعملاً سچا ترجمان ہے اور اس لیے ان کی راہ کا اتباع اک بے غل و غش اور مطمئن راستہ ہے، جو امت کو ہر گمراہی سے بچا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

مَن کانَ مُستَنّاً فَلیَستَنَّ بِمَن قَدمَاتَ فان الحیّ لا تؤمَنُ علیه الفتنة أولٰئِك أصحابِ محمّد صلی اللہ علیه وسلم کانو أفضل هذه الأمة أبرها قلوبا وأعمقها علما وأقلها تكلفًا اختارهم الله لصحبة نبيه و لاقامَة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتّبعوهم على أثرهم و تمسّكوا بما استطعتم من اخلاقهم

وسیرھم فانّھم کانوا علی الھدی المستقیم (رواہ رزین، مشکوٰۃ، ص ۳۲)

ترجمہ: ''جسے دین کی راہ اختیار کرنی ہے وہ ان کی راہ اختیار کر جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جو اس اُمت کا سب سے افضل ترین طبقہ ہے قلوب ان کے پاک تھے علم ان کا گہرا تھا تکلف وتصنع ان میں کالعدم تھا، اللہ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کے برپا کرنے کے لیے چن لیا تھا، اس لیے ان کی فضیلت و برگزیدگی کو پہچانو ان کے نقش قدم پر چلو اور طاقت بھر ان کے اخلاق اور ان کی سیرتوں کو مضبوط پکڑو، اس لیے کہ وہی ہدایت کے سیدھے راستے پر تھے۔''

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کی ذاتِ اقدس زندگی کے ہر شعبے کے ہر پہلو کی خبر کی جامع تھی اور ذات بابرکات کو حق تعالیٰ نے سارے ہی علمی و عملی کمالات کا منتہا اور آخری نقطۂ فیض بنایا تھا ممکن نہ تھا کہ اُمت کا ہر ہر طبقہ جس کی قابلیتیں اور علمی و عملی صلاحیتیں کم و بیش اور متفاوت اور ذہنی پروازیں الگ الگ تھیں کسی طبقہ پر علم کا، غلبہ کسی پر زہد کا، کسی پر تقویٰ و طہارت کا غلبہ، کسی پر افادہ و ارشاد کا، کسی پر خلوت کا، تو کسی پر جلوت کی جلوہ آرائی کا پھر معاشرتی لائنوں میں کسی میں تجارت کا ذوق اور کسی میں صنعت و حرفت کا، کسی میں ملازمت کا شوق اور کسی میں دوسرے کاروبار کا۔ ضروری نہ تھا کہ ہر ہر طبقہ نبوت کے ہر ہر رُخ کو پورے پورے غلبہ اور یکسانیت کے ساتھ اپنی اپنی مخصوص زندگیوں کا جوہر بنا سکے اور براہِ راست اس تک پہنچ سکے، اس لیے حق تعالیٰ ان مظاہر نبوت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ہر ہر طبقہ کے افراد جمع فرما دیے تھے ان میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، تاجر بھی تھے اور کاشتکار بھی، صنّاع بھی تھے اور اہل حرفہ بھی، مزدور بھی تھے اور سرمایہ دار بھی، قاضی و مفتی بھی تھے اور محکوم بھی، ملازمت پیشہ بھی تھے اور یکسو بھی، خلوت پسند بھی تھے اور جلوت دوست بھی، اربابِ اقتدار بھی تھے اور پبلک میں بھی، صف شکن بھی تھے اور نفس کش، خواص بھی تھے اور عوام بھی، غرض ہر درجہ اور ہر لائن کے لوگ اس مقدس طبقہ میں منجانب اللہ مہیا تھے مگر قدر مشترک ان سب میں کمالِ دین کمالِ اخلاص، کمالِ تقویٰ، کمالِ اتباع سنت اور کمالِ محبت خدا و رسول تھا جو رُوح کی طرح ان کے تمام عادات و افعال اور سارے ہی اخلاق و شمائل میں دوڑا ہوا تھا جس سے وہ ہر وقت سرشار اور اس کے عرفانی نشہ میں مست و مستغرق تھے۔ ان کی تجارت و ملازمت، صنعت و حرفت، دولت و شوکت، امارت و غربت عبادت و ریاضت، جہاد و دعوت، دین و دیانت کے معیاری

مقام سے ذرہ بھر بھی گری ہوئی یا ہٹی ہوئی نہ تھی اور بالفاظ دیگر اتباع واخلاص کی وجہ سے سرتاپا دین ہی دین تھی، اس لیے دین کے اتباع کے ساتھ دنیا کے جس طبقہ پر دین کا جو رنگ بھی غالب ہو اور وہ دیانت کے جس رنگ میں بھی اپنی زندگی گزارنا چاہے، اُسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں وہ نمونہ مل جائے گا جو اس دائرہ کی سنت نبوی سے مستنیر ہوگا اور اس کی پیروی کر کے ایک انسان جس شعبۂ زندگی میں بھی بڑھنا چاہے اتباعِ سنت کے دائرہ سے باہر نہ ہوگا۔ پس حق تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا فضل ہے کہ اس جامع دین کے دریا کے جو مشرق ومغرب میں پھیلا ہوا ہے، گھاٹ ہزاروں بنا دیئے جو ہر سَمت اور ہر گوشہ میں ہیں، ان کی سمتیں مختلف ہیں، رُخ الگ الگ ہیں، لیکن پانی ایک، اس کا ذائقہ ایک اور اس کی خوشبو واحد ہے۔ اگر اس عالمی دریا کا ایک ہی گھاٹ اور ایک ہی مشرب (جائے آبِ نوش) ہوتا اور مشرق ومغرب کے لوگ پابند کیے جاتے کہ وہ اسی ایک گھاٹ پر پہنچ کر پانی پیئیں اور جمع کریں تو اس عالمی اُمت کے لیے زندگی دوبھر اور وبالِ جان ہو جاتی، اس لیے حق تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی کے اتنے ہی نمونے بنا دیئے جتنے زندگی کے گوشے اور اللہ تک پہنچنے کے رُخ ہو سکتے ہیں، تاکہ اپنے اپنے ذوق کے مطابق ہر ہر اُمتی ان مختلف الجہات مشربوں اور رخوں سے اسلام کا آبِ حیات پیتا رہے اور اپنی روح کو سیراب کرتا رہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر چلیں اور ان زندگیوں کو پیش کر کے دنیا کو اس پر چلائیں کہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زرّیں نصیحت کی سچی پیروی اور کتاب وسنت کا صحیح اتباع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں کہ یہ تین امور مغفرت کے اسباب میں سے ہیں۔

① اپنے کسی مسلمان بھائی کو کسی قسم کی کوئی خوشی پہنچانا۔

② اگر وہ بھوکا ہو تو اس کی بھوک کا ازالہ کرنا۔

③ اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی تکلیف دور کرنا (ذخیرۂ معلومات)

بچوں کا صفحہ

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سوال خلیفہ دوم کا نام بتائیں؟

جواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

سوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے چالیس برس پہلے اور واقعہ عام الفیل سے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ کا نام بتائیں؟

جواب والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام ختمہ تھا۔

سوال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب اور کنیت کیا تھی؟

جواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب فاروق اور کنیت ابوحفص تھی۔

سوال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مختصر بیان کریں؟

جواب آپ رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلے راستے میں حضرت نعیمؓ بن عبداللہ نے بتایا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ بن زید مسلمان ہو چکے ہیں۔ غصہ میں ان کے گھر پہنچے تو بہن سورۃ طٰہٰ کی تلاوت کر رہی تھی۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تلاوت بند کر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جاتے ساتھ ہی اپنے بہنوئی کو پیٹنا شروع کر دیا۔ بہن نے مداخلت کی تو اسے بھی پیٹ ڈالا۔ حضرت فاطمہؓ نے غصہ میں آ کر کہا تم نے جو کرنا ہے کر لو ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپؓ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ آپؓ نے کہا مجھے بھی بتاؤ کیا پڑھ رہے تھے۔ بہن نے پہلے وضو کرنے کے لیے کہا آپؓ نے وضو کیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تلاوت شروع کر دی اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے۔ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔'' پھر دارارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہو کر باقاعدہ اسلام قبول کر لیا۔

سوال وہ کون سے صحابیؓ ہیں جن کے مسلمان ہونے کے لیے بطور خاص آپؐ نے دعا فرمائی؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مقدس و مبارک شخصیت کے اسلام لانے کے لیے دعا مانگی تھی۔

ماہنامہ حق چاریار لاہور

رجسٹرڈ نمبر CPL26

منجانب انتظامیہ جہان سومرو ضلع ٹنڈو محمد خان سندھ

0300 3532611

عطیہ اشتہار جناب محترم قاری انور حسین انور مہتمم مدرسہ مظہر العلوم خطیب جامع مسجد عبد اللطیف اسامنی ضلع بھمبر آزاد کشمیر 0345-9733358